احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

نومبر 2019ء

حضور ﷺ کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے

قدر شناسیٔ مصطفیٰ ﷺ اور ادبِ رسالت ﷺ کے تقاضے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

محافل و جلوسِ میلاد اہتمام اور تقاضے

اقبالؒ اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

زلزلہ متاثرین کی مدد و بحالی کیلئے کاوشیں

منہاج یونیورسٹی: لائبریری سائنسز اور نالج اکانومی کے موضوع پر 2 روزہ انٹرنیشنل کانفرنس

منہاج یونیورسٹی: لائبریری سائنسز اور نالج اکانومی کے موضوع پر 2 روزہ انٹرنیشنل کانفرنس

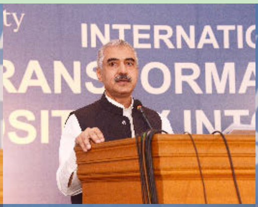

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 33 | شمارہ: 11 | ربیع الاول ۱۴۴۱ھ | نومبر 2019ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر: نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

(اداریہ) 2014ء کا دھرنا شہدائے ماڈل ٹاؤن کو انصاف دلوانے کیلئے تھا	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: قدر شناسیٔ مصطفیٰ ﷺ اور ادب رسالت کے تقاضے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
الفقہ: محافلِ میلاد اور جلوسِ میلاد: اہتمام اور تقاضے	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	11
حضور ﷺ کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے	ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ	15
اقبالؒ اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	19
''الازہر'' کے دیس میں ماہِ ربیع الاول	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری	24
صبر کی ضرورت و اہمیت	عین الحق بغدادی	28
بچوں کا استحصال ایک معاشرتی المیہ	نور اللہ صدیقی	32
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ ساؤتھ افریقہ	خصوصی رپورٹ	35
منہاج یونیورسٹی: لائبریری سائنسز و نالج اکانومی پر انٹرنیشنل کانفرنس	خصوصی رپورٹ	36
MWF: زلزلہ متاثرین کی مدد و بحالی کیلئے کاوشیں	سید امجد علی شاہ	38
ہدایات برائے میلاد مہم 2019ء		40

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ ور یاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

ہر اشک ترے سامنے تفسیرِ دعا ہے
احساسِ ندامت میں نہاں تیری عطا ہے

ہر کام کا مقصود مجھے تیری رضا ہو
ہر لمحہ یہ احساس ہو تو دیکھ رہا ہے

حیرت بھی ترے در پہ ہے اک رنگِ عبادت
دربار میں تیرے تو خموشی بھی صدا ہے

امیدِ کرم جس سے ہے وہ ذات ہے تیری
میں کس سے کہوں کون مرا تیرے سِوا ہے

مخلوق پہ رہتا ہے ترا سایۂ رحمت
تو خالقِ کونین ہے، تو سب کا خدا ہے

جو شے ہے زمانے میں ہے مصروفِ عبادت
ہر دل میں تری یاد ہے ہر لب پہ ثنا ہے

یہ تیری عطا تیرے کرم کی ہے نشانی
حاؔفظ سا گنہگار ترا حمد سرا ہے

(حافظ لدھیانوی)

آمدِ مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا

آمدِ مصطفیٰؐ مرحبا مرحبا
خاتم الانبیا مرحبا مرحبا
آپ ہی وجہِ تخلیقِ ارض و سما
اے حبیبِ خدا مرحبا مرحبا
آپ آئے تو دل جگمگانے لگے
سب اندھیرے جہاں کے ٹھکانے لگے
آپ شمس الضحیٰ آپ بدرالدجیٰ
جلوۂ حق نما مرحبا مرحبا
آپ کے دم سے عالَم کی ہیں رونقیں
ہر طرف آپ کی رحمتیں برکتیں
بزمِ کون و مکاں آپ ہی سے سجی
سرورِ دوسرا مرحبا مرحبا
بے سکوں تھے جو ان کو سکوں مل گیا
غم زدہ بھی ہوئے غم کدوں سے رہا
آپ سے زندگی کو قرار آگیا
مژدۂ جاں فزا، مرحبا مرحبا
ذکر جن کا ازل ہی سے ہے چل رہا
جن کی خاطر نبوت کا تھا سلسلہ
جن کی آمد پہ جھوم اُٹھے حور و ملک
انبیا نے کہا مرحبا مرحبا
کُو بہ کُو دھوم آقاؐ کے میلاد کی
چار سو ہے صدا یا نبیؐ یا نبیؐ
تو بھی ہمذاؔلی رہ محوِ ذکرِ نبیؐ
بول صلِّ علیٰ، مرحبا مرحبا

(انجینئر اشفاق حسین ہمذالی)

اداریہ

2014ء کا دھرنا شہدائے ماڈل ٹاؤن کو انصاف دلوانے کیلئے تھا

17 جون 2014 ء کا سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان کی سیاسی و سماجی تاریخ کا ایک بدترین سانحہ تھا، جس میں ریاستی ادارے پولیس نے 14 شہریوں کو شہید اور درجنوں کو شدید تشدد کر کے اپاہج بنادیا۔ اس وقت کی شریف برادران کی حکومت نے بلااشتعال پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے پرامن کارکنان کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا۔ جس وقت پنجاب پولیس نے ماڈل ٹاؤن لاہور کا گھیراؤ کر رکھا تھا، اس وقت قائدِ تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بیرون ملک تھے۔ انہوں نے نہ کسی دھرنے کا اعلان کیا تھا اور نہ ہی کارکنوں کو کسی شارٹ یا لانگ مارچ کی کال دی تھی۔ انہوں نے ایک سیاسی جماعت کے سربراہ کی حیثیت سے ایک سیاسی پروگرام دیا تھا جسے 10 نکاتی انقلابی ایجنڈا کا نام دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے اس ایجنڈے کے تحت فقط اتنا مطالبہ کیا تھا کہ آئین کے بنیادی 40 آرٹیکلز پر عملدرآمد، پاکستان کے غریبوں، مزدوروں، کلرکوں، کسانوں، بیوگان، عمر رسیدہ شہریوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں، کرپشن کے خاتمے کے لیے کرپٹ عناصر کو عبرتناک سزائیں دی جائیں، پاکستان کی سرزمین کو دہشتگردی اور انتہا پسندی سے پاک کرنے کیلئے بلاتفریق کارروائی کی جائے، غیرملکی فنڈنگ کا راستہ روکا جائے، نفرت اور فرقہ واریت پھیلانے والوں سے ریاست آہنی ہاتھوں سے نمٹے۔ اس سیاسی پروگرام کے اعلان کے بعد اس وقت کی ’’شریف حکومت‘‘ نے عوامی تحریک اور منہاج القرآن کے کارکنان کا عرصہ حیات تنگ کر دیا، ہزاروں کارکنوں کو گھروں سے اٹھا لیا گیا، چادر اور چاردیواری کا تقدس بری طرح پامال کیا گیا اور 17 جون 2014ء کے دن ہونے والی درندگی کے مناظر قوم نے میڈیا کی آنکھ کے ذریعے براہ راست دیکھے۔ اشرافیہ کے حکم پر پولیس اور حکومت کے ماتحت دیگر ایجنسیوں نے ظلم کی انتہا کر دی، خواتین کے نہ صرف دوپٹے نوچے گئے بلکہ دو خواتین شازیہ مرتضیٰ اور تنزیلہ امجد کو مرد پولیس اہلکاروں نے قریب سے مشین گنوں اور کلاشنکوفوں کے برسٹ مار کر شہید کر دیا۔ اس سارے خونی منظر نامے کو جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ میں ایک جملے میں اس طرح بیان کیا گیا کہ پولیس نے وہی کیا اسے جو کرنے کا حکم اور مینڈیٹ دیا گیا تھا۔

17 جون 2014 ء کے خون آلود واقعات کے بعد اس وقت کی حکومت نے انصاف کا قتل عام شروع کر دیا۔ شہباز شریف نے بطور وزیراعلیٰ 17 جون 2014 ء کی شام پریس کانفرنس کر کے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی جوڈیشل انکوائری کروانے کا اعلان کیا اور قوم کے روبرو کہا کہ اگر کمیشن کی رپورٹ میں میری طرف اشارہ بھی ہوا تو میں اقتدار چھوڑ دوں گا۔ اس پریس کانفرنس کی ابھی بازگشت بھی نہ تھمی تھی کہ پولیس نے اپنی معیت میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر درج کر لی اور اس میں عوامی تحریک اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے کارکنوں کو سانحہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور جب شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء ایف آئی آر درج کروانے تھانہ فیصل ٹاؤن گئے تو ان کی ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا گیا اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد بھی شریف برادران کی حکومت نے ظلم و بربریت کا بازار گرم رکھا۔ منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا، ماڈل ٹاؤن کو عملاً پورے پاکستان سے کاٹ دیا گیا، ماڈل ٹاؤن کے رہائشیوں کو پینے کے پانی اور ادویات لے جانے کے لیے بھی پولیس کے ناکوں سے گزرنا پڑتا تھا اور ماڈل ٹاؤن میں داخل ہونے والے رہائشیوں کو اس بات کی

گارنٹی دینی پڑتی تھی کہ ان کا ڈاکٹر طاہرالقادری کے ادارہ منہاج القرآن یا عوامی تحریک سے تعلق نہیں ہے۔

اس دوران شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان تشریف لائے تو ان کے طیارے کو اسلام آباد نہیں اترنے دیا گیا بلکہ طیارے کا رخ لاہور کی طرف موڑ دیا گیا۔ یعنی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی ایف آئی آر درج کرنے کے انکار سے لے کر ہر حوالے سے عوامی تحریک کے کارکنوں کو دیوار سے لگا دیا گیا۔ یہ وہ سارے حالات تھے جن کے ردِعمل میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انقلاب مارچ کا اعلان کیا۔ یعنی یہ انقلاب مارچ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کے خلاف تھا۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر درج کروانے اور انہیں انصاف دلوانے کے لیے تھا۔ اس وقت کے حکمرانوں کے ظلم کے خلاف ڈاکٹر طاہرالقادری اور ان کے کارکن سڑکوں پر نکلے یعنی انقلاب مارچ کا ایجنڈا حصول انصاف تھا اور پھر اس احتجاج اور دھرنے کے دباؤ پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر درج ہوسکی۔ اس وقت بھی غیر جانبدار تجزیہ نگار کہتے تھے اور آج بھی کہتے ہیں کہ اگر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتل عام کی ایف آئی آر درج ہو جاتی اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی خواہش کے مطابق انہیں سانحہ کی غیر جانبدار تفتیش کا آئینی حق مل جاتا تو دھرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

ڈاکٹر طاہرالقادری کا اگست 2014ء کا دھرنا سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے لیے تھا۔ یہ امر بھی واضح ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے اسلام آباد دھرنے کے دوران اپنے کارکنوں کو پرامن رہنے کا حکم دیا، قانون کے احترام کا درس دیا، انہوں نے اپنی تقریروں میں ہمیشہ آئین و قانون کی بالادستی کی بات کی، آئین کی بالادستی بالخصوص آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر عملدرآمد کی بات کی۔ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ عوامی تحریک کا دھرنا آئین و جمہوریت کے خلاف تھا، وہ حقائق کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عمر بھر حقیقی جمہوریت کی بحالی اور آئین کی بالادستی کے لیے جدوجہد کی۔ ملکی سیاسی تاریخ کے دو بڑے مارچ عوامی تحریک کے پلیٹ فام سے ہوئے: ایک مارچ جنوری 2013ء میں ہوا جس کا مقصد دھاندلی زدہ انتخابی نظام کو آئین کے تابع لانا تھا۔ جن مطالبات کے تحت یہ لانگ مارچ کیا گیا اسے اس وقت کی حکومت نے من وعن تسلیم کیا۔ دوسرا احتجاج سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کے خلاف ہوا، اس احتجاج کے نتیجے میں ایف آئی آر درج ہوئی اور حکومت نے اپنی شکست تسلیم کی۔

جب کسی سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جائے، اسے دیوار سے لگا دیا جائے اور پھر اس کی آواز پارلیمنٹ سنے اور نہ کوئی انصاف کا ادارہ تو پھر سڑک پر نکلنے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچتا۔ جب سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس عدالت کے فلور پر زیرِ بحث آیا اور سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ اب احتجاج کی بجائے قانونی چارہ جوئی کی جائے تو ڈاکٹر طاہرالقادری نے بلاتاخیر سپریم کورٹ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو قانونی چارہ جوئی تک محدود کر لیا۔ یہ ان کی قانون کے احترام، عدلیہ کے احترام کی ایک مثال ہے اور آج کے دن تک عوامی تحریک اپنے شہداء کا مقدمہ عدلیہ کے فلور پر لڑ رہی ہے۔ اگرچہ انصاف کی فراہمی کے حوالے سے صورتِ حال تسلی بخش نہیں ہے اور غیر جانبدار تفتیش کا حق نہیں مل رہا، اس کے باوجود ساری توجہ قانونی چارہ جوئی پر مرکوز ہے۔ ان شاء اللہ سانحہ ماڈل ٹاون کا انصاف ہوگا اور ظالم اس دنیا میں اپنے کیے کی سزا بھگت کر جائیں گے۔

آخر میں عجز و انکساری کے ساتھ یہ لکھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر طاہرالقادری پر پاکستان کی سرزمین تنگ کرنے کے منصوبے بنانے والے وقت کے فرعونوں اور ان کی نسلوں پر بھی آج پاکستان کی زمین تنگ ہو چکی ہے اور جو سمجھتے تھے کہ اقتدار اور تخت ہمیشہ کیلئے ہے آج وہ کھلی فضاء میں سانس لینے کی آرزو کرتے ہیں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور توانائی کے ساتھ پوری دنیا میں اسلام کے پرچم کو سربلند رکھے ہوئے ہیں۔ (چیف ایڈیٹر)

القرآن

اپنی آوازوں کو نبیٔ مکرم ﷺ کی آواز سے نیچا رکھو

قدر شناسی اور ادبِ رسالت ﷺ کے تقاضے

مالکِ کائنات نے اہل ایمان کو مصطفی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے آداب سکھائے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین/معاون: محبوب حسین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. (الحجرات، ۴۹:۲)

’’اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیٔ مکرّم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو‘‘۔

ایمان حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی بارگاہ سے تعلق کی درستگی کا نام ہے اور باقی سب کچھ اس کے تابع ہے۔ یوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق بہت سے لوگوں کا ہے اور یہ تعلق کئی قسموں پر محیط ہے مگر یہ تعلق درست بھی ہوسکتا ہے اور نادرست بھی۔ بارگاہ رسالت سے تعلق درست ہوجائے تو اس درستگیٔ تعلق کا نام ایمان ہے۔ میں نے یہاں ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ استعمال کیا ہے، یوں نہیں کہا کہ تعلق ہے مگر برا ہے یا بگڑا ہوا ہے یا خراب ہے بلکہ بہت خفیف لفظ استعمال کیا کہ تعلق ہے مگر نا درست ہے، بارگاہِ رسالت ﷺ کے مقام و مرتبہ اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس کے لائق نہیں۔ ایسا نا درست تعلق اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے مگر ایمان نہیں ہوسکتا۔

اب آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ آقا ﷺ سے تعلق کی درستگی کیا ہے اور نا درستگی کیا ہے؟

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآن مجید میں خطاب کا اسلوب دو طرح کا ہے:

۱۔ ایک خطاب عام ہوتا ہے جیسے یا ایھا الناس کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ اس سے وہ باتیں کرنا مقصود ہیں جو ہر ایک کے مطلب کی ہوں اور ہر ایک کی سمجھ میں آنے والی ہوں۔ فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ. (النساء، ۴:۱)

’’اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی‘‘۔

اس آیت میں معرفتِ رب اور تقویٰ کی بات ہورہی ہے کہ اپنے رب سے ڈرو، مگر مخاطب کرتے ہوئے اہلِ ایمان اور کافروں میں فرق نہیں کیا کہ جنہیں خطاب کیا جارہا ہے وہ اس کو مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ اس تمیز کے بغیر فرمایا: یا ایھا الناس: اے نسل انسانی۔ یہ اسلوب اس لیے اختیار فرمایا کہ کسی نہ کسی رنگ میں اللہ کو ماننا تو ہر کوئی تھا، کوئی طریقۂ توحید پر

☆ (CD#:Eu-47)، (بتاریخ: 22 اکتوبر 2001ء)

مانتا تھا، کوئی بطریق شرک مانتا تھا، کسی کا ماننا مقبول تھا، کسی کا ماننا مردود تھا مگر اپنے اپنے رنگ میں ہر کوئی مانتا تھا۔ اس لیے بلا امتیاز ہر ایک کو مخاطب بنالیا۔

الحمد سے والناس تک جہاں بھی اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کی بات کی تو خطابِ عام کیا۔ اسی طرح حضور ﷺ کی رسالت کی بات کی تو بھی خطابِ عام کیا۔ فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا.

''آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں''۔ (الاعراف، ۷: ۱۵۸)

۲۔ دوسرا اسلوب خطاب خاص ہے جس میں صرف اہلِ ایمان کو مخاطب کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. (الحجرات، ۴۹: ۲)

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرّم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو''۔

ادبِ مصطفیٰ ﷺ کی بات کے مخاطبین بھی باادب لوگ ہیں

اس آیتِ کریمہ میں چونکہ ادبِ رسالت کی بات ہورہی ہے، جو ایک خاص بات ہے لہٰذا اس کا مخاطب عام لوگوں کو نہیں بنایا، حالانکہ حضور ﷺ سے واسطہ رکھنے والے غیر مسلم بھی تھے۔ یہودی، عیسائی، کفار و مشرکین، قبائل اور ان کے سردار حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے، حضور ﷺ سے گفتگو اور مذاکرات بھی کرتے تھے، الغرض بات تو حضور ﷺ سے ہر کوئی کرتا تھا، مگر یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے صرف اہلِ ایمان کو خاص فرمایا۔ کیوں؟

اس لیے کہ اس نے فرمایا کہ ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں، اور ان ہی سے کہنا چاہتا ہوں جو اہلِ ایمان ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ! باقی جو لوگ ہیں، غیر مسلم، کفار، مشرکین، یہود، نصاریٰ وہ کہاں جائیں؟ فرمایا: یہاں حقیقتِ ایمان کی بات ہورہی ہے، مصطفی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھانے کی بات ہو رہی ہے، جب وہ اہلِ ایمان ہی نہیں ہیں تو انہیں اگلی بات کیا سمجھائیں۔ جو بات کررہا ہوں یہ لوگ اسے سننے اور سمجھنے کے قابل ہی نہیں۔ کیونکہ ادبِ مصطفیٰ ﷺ ایک ایسی عظیم دولت ہے کہ جو قدر شناس نہیں ان کو میں اس خطاب کا مخاطب ہی نہیں بنانا چاہتا۔ یہ بات ان ہی سے کہنا چاہتا ہوں جو اس دولت کے اہل ہیں اور جو اس بات کی قدر کو جانتے ہیں۔

گویا جب ادبِ مصطفیٰ ﷺ کی بات ہوئی تو اللہ نے اس کا مخاطب بھی بے ادب و گستاخ کو نہیں بنایا۔ حضور ﷺ کے ادب کی بات بے ادب اور قدر ناشناس لوگوں میں سننے اور سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں ہوتی، لہٰذا اللہ کا شیوہ ہے کہ ان سے بات ہی نہیں کرنی جو بے ادب اور نااہل ہیں۔ اسی لیے فرمایا: اہل ایمان آجاؤ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، بلال ﷺ آجاؤ۔ اہلِ ایمان کا عارفانہ اور محبانہ ترجمہ ہے: عاشقو آجاؤ، تمہیں بتاتا ہوں کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

جب میرے محبوب کی بارگاہ میں جاؤ تو بولتے ہوئے اپنی آوازیں میرے محبوب نبی کی آواز سے بلند نہ کرنا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اونچی آواز سے تو دوسرے بھی بولتے تھے، انہیں ادب سکھانے کے لیے کیوں مخاطب نہ کیا حالانکہ بے ادبی کا امکان زیادہ ان ہی کی طرف سے تھا، صحابہ کرام تو پہلے سے ہی ادب والے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کفار و مشرکین کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا ادب سکھانے کے لیے مخاطب اس لیے نہ بنایا کہ جو رازِ ایمان بتایا جارہا ہے وہ تو اس سے ہی محروم ہیں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ''لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ'' میں حضور ﷺ کی ذات کی بات نہیں ہورہی کہ میرے محبوب سے اس طرح کا برتاؤ نہ کرنا بلکہ ابھی تو بات صرف آوازِ محبوب کی ہورہی ہے، ذات کی بات تو بڑی اونچی اور لطیف بات ہے۔ لہٰذا اگر ایمان کی حقیقت کو سمجھنا ہے تو اللہ

سے سمجھو کہ جو محبوب کی آواز کا بھی اتنا خیال کرتا ہے کہ اس آواز کے بھی آداب سکھا رہا ہے۔

ادب کی پہچان

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل ایمان کی آواز کو ماپنے کا معیار کیا ہوگا کہ جس سے معلوم ہوسکے کہ وہ آواز حضورﷺ کی آواز سے اونچی ہے یا نیچی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے حضورﷺ کی آواز سنیں گے تو پتہ چلے گا کہ ان کی آواز کا لیول یہ ہے اور اب اس سے نیچی آواز رکھنی ہے۔ گویا سنے بغیر پتہ نہیں چلے گا۔

پس ''لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ'' میں اشارۃ النص سے یہ معلوم ہوا کہ حضورﷺ کی بارگاہ میں اس وقت تک چپ بیٹھے رہنا جب تک وہ اپنے لبوں سے خود کچھ بول نہ لیں۔ پہلے ان کو سننا اور دیکھنا کہ آواز کتنی ہے، اس کے بعد بولنا۔ گویا اللہ نے محبوبﷺ کی بارگاہ کا ایک ادب یہ سکھا دیا کہ میرے محبوب سے پہلے نہ بولنا۔ گویا واضح فرمادیا کہ بولنا تو خالی تمہارا عمل ہے، میں تو وہ رب ہوں کہ اگر کوئی میرے محبوب سے پہلے قربانی دے دے تو میں وہ بھی رد کردیتا ہوں۔ حالانکہ قربانی میری رضا کے لیے ہے، میری عبادت ہے، میری بندگی ہے، میرے نام پر جانور ذبح ہوا، خالصتاً لوجہ اللہ تھی مگر میرے مصطفیٰﷺ سے پہلے دی، لہذا یہ بھی مردود ہے۔

معلوم ہوا کہ جب اس سطح کا عمل جو خالص مظہرِ توحید ہے اگر کوئی مصطفیٰﷺ سے پہلے کر بیٹھے تو وہ بھی اللہ رد کردیتا ہے تو گفتگو کرنا تو اس سے نچلے درجہ کا عمل ہے، اس میں بے ادبی کہاں برداشت ہوگی۔ پس ادب کا ایک پہلو یہ سکھایا کہ چپ بیٹھنا اور پہلے میرے محبوب کے لبوں کو ہلنے دینا، دیکھنا کہ محبوب کیا کہتا ہے، کتنا اونچا بولتا ہے اور پھر سوچ سمجھ کر بولنا، مگر خیال رہے کہ جو میرے محبوب کی آواز کا لیول ہو اس سے تمہاری آواز کا لیول پست رہے۔ اس لیے کہ میں کسی کو یہ اجازت بھی نہیں دے سکتا کہ اس کی آواز میرے محبوب کی آواز سے برابری کرے۔

وہ رب جو اپنے محبوب کی آواز میں برابری گوارا نہیں کرتا تو وہ محبوبﷺ کی ذات میں برابری کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے تم میرے محبوبﷺ کی ذات سے کیا برابر ہوگے، اگر کسی نے اپنی آواز کو بھی میرے محبوبﷺ کی آواز سے برابر کرنا چاہا تو ایمان سے خارج کردیا جائے گا۔ وہ لوگ جو برابری کی باتیں کرتے ہیں، وہ دولتِ ایمان سے محروم ہیں۔۔۔ ان کو تو ایمان کی ہوا نہیں لگی۔۔۔ انہوں نے تو ایمان کی وادی میں قدم نہیں رکھا۔۔۔ وہ کیا جانیں کہ وادئ ایمان کے آداب کیا ہیں۔۔۔ وہاں کیسی ہوائیں چلتی ہیں۔۔۔ کیسی فضاء ہے۔۔۔ وہاں کا موسم کیسا ہے۔۔۔؟ ادب تو آتا ہی ایمان سے ہے۔ ایمان کے بغیر ادب نہیں اور ادب کے بغیر ایمان نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آواز میں برابری روک دی۔

حضورﷺ سے کس طرح کا تعلق ہو؟

تعلق تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔تعلق میں برتری ۲۔تعلق میں برابری ۳۔تعلق میں کمتری

یعنی انسان کسی کو اپنے سے اونچا سمجھے یا اپنے برابر سمجھے یا اپنے سے کمتر سمجھے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ایمان کس تعلق میں ہے۔ جہاں برتری کا وہم وگمان تھا وہاں لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ کا حکم جاری کر کے اس کو رد کردیا لیکن ابھی حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ اسی آیت میں ادب کا اگلا آرٹیکل بھی سمجھا دیا۔ فرمایا:

''وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ''

عبارت النص یہ ہے کہ اس طرح نہ پکارنا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یعنی پکارنے کے انداز، طریقے اور لب ولہجے میں بھی برابری گوارا نہیں۔ اس آیت سے اشارۃ النص اور اقتضاء النص یہ ہے کہ یہ حکم دیا جارہا ہے کہ میرے محبوب مصطفیٰﷺ کو پکارا کرو مگر اس طرح نہ پکارنا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف ہوکر پکارتے ہو۔ اس حکمِ نہی سے پکارنے اور ندا دینے کا امر ثابت ہوگیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس آیتِ کریمہ کا تعلق صرف حضورﷺ کی حیاتِ ظاہری تک تھا یا آج بھی اس کا حکم جاری وساری ہے؟ اگر یہ کہیں کہ آج یہ حکم جاری وساری نہیں تو پھر

اس کا مطلب ہے کہ کیا یہ آیت معطل ہوگئی؟ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو یہ کہنے کی جسارت کرے کہ آج اس آیت کا حکم معطل ہوگیا ہے۔ اگر اس طرز کو اختیار کریں تو پھر سیکڑوں آیات اور کئی سورتیں معطل کردیں گے کہ یہ بھی اُس وقت کے لیے تھا، یہ بھی اُس وقت کے لیے تھا، پھر تو پورا قرآن ہی اس وقت کے لیے تھا تو ہمارے وقت کے لیے (نعوذ باللہ) کچھ بچتا ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ قرآن کی ہر آیت کا حکم اُس وقت کے لیے بھی تھا اور آج کے وقت کے لیے بھی ہے۔

جب یہ بات طے ہوگئی کہ اس آیت کا حکم آج کے لیے بھی وہی ہے جو حضور ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ کے وقت تھا تو اس آیت کے اشارۃ النص سے حضور ﷺ کو پکارنا ثابت ہوتا ہے اور چونکہ یہ حکم صرف حیاتِ ظاہری تک محدود نہیں اس لیے حضور ﷺ کو جیسے اُس زمانے میں پکارنا جائز تھا آج بھی اسی طریقے سے پکارنا جائز ہے۔

یہ سب کچھ ایک ہی آیت سے مستنبط و اخذ ہوتا جارہا ہے۔ یہ آیت خود بخود بولتی جارہی ہے یعنی کبھی قرآن خود کلام کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قرآن میں ڈوب کر اس کا کلام سننے کی کوشش کرو، یہ ہر سوال کا جواب دیتا ہے۔

قرآن فرمارہا ہے کہ آج بھی میرے محبوب کو پکارا کرو مگر اس لب و لہجے اور انداز سے نہیں جیسے آپس میں دوستوں، بھائیوں یا اپنے جیسوں کو پکارتے ہو۔ گویا پکارنے کے لب و لہجے میں بھی برابری کی نفی کرکے جڑ کاٹ دی۔

معلوم ہوا کہ ایمان نہ برتری کے تصور میں ہے اور نہ ہمسری و برابری کے تصور میں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایمان کہاں ہے؟ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ (الحجرات، ۴۹:۳)

جو اپنی آوازیں میرے محبوب کی آواز کے مقابلے میں پست کرلیتے ہیں وہی مومن ہیں۔ یعنی ایمان آقا ﷺ کی بارگاہ میں کمتر رہنے میں ہے۔ لہٰذا تینوں درجوں میں ایمان مکمل ہوگیا کہ آواز بھی اونچی نہ کرنا، پکارتے وقت لب و لہجہ میں برابری بھی نہ کرنا اور آواز کو بھی پست رکھنا۔

بے ادبیٔ مصطفی ﷺ کی سزا: اعمال کی بربادی

عرض کی: باری تعالیٰ اگر کوئی ایسا کر بیٹھے تو کیا ہوگا؟ رب کائنات اس کی سزا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

’’(ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو‘‘۔ (الحجرات، ۴۹: ۲)

اس موقع پر بے ادبی کی نوعیت، مقدار اور اس کے حجم کا جائزہ بھی لیں اور اس کے ساتھ اس کی سزا کا موازنہ بھی کریں۔ آقا ﷺ کی مجلس میں بولتے ہوئے آقا ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کردی، پکارا مگر لب و لہجہ بے تکلفانہ یا مساویانہ ہوگیا، بس اتنی سی بے ادبی کی سزا تمام اعمال کا رائیگاں چلا جانا قرار پایا۔ بقایا بے ادبیاں جنہیں لوگ کثرت کے ساتھ کرتے ہیں وہ تو ساری اس مذکورہ نوعیت اور مقدار سے کئی گنا اونچی ہیں جن سے آقا ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے پہلو نکلتے ہیں۔ اُن بے ادبیوں کے مقابلے میں آیت میں مذکور جس بے ادبی سے روکا جارہا ہے، وہ تو بظاہر اپنے گریڈ کے اعتبار سے نچلے درجے کی ہے۔ کہاں بے ادبی کا یہ لیول اور کہاں وہ لیول کہ مقامِ علمِ مصطفیٰ ﷺ کے سمجھانے میں زید، بکر، مجنوں، بچہ اور حیوانوں کا ذکر کردینا اور آقا ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے معاذ اللہ سطحی مثالیں دے دینا، نماز میں توجہ کا حوالہ، اسی طرح حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے حیوانوں کا بھی ذکر کردینا اور ایک ہی سطر اور سانس میں سارے لفظ بول جانا، ایسی بے ادبیاں تو سب سے اونچے درجے کی بے ادبیاں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ معمولی بے ادبی پر اعمال غارت کررہا ہے تو ان بڑی بے ادبیوں پر گرفت کا عالم کیا ہوگا۔

اس چھوٹے سے درجے کی بے ادبی جس میں فقط شائبہ برتری، برابری یا شائبہ مثلیت تھا کہ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے پھرتے ہو حضور ﷺ کو بھی اسی طرح بلایا تو

یہ اتنا بڑا گناہ، جرم اور کفر ہوگا کہ تمہارے سارے اعمال آناً فاناً ضبط کرکے دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔ ان **تحبط اعمالکم** میں وہ تمام اعمال جو نماز، روزے، حج، زکوۃ، کلمہ شہادت، جہاد، تبلیغ، مسجدوں کا بنانا، مدرسے بنانا، عمر بھر تبلیغیں کرنا اور عمر بھر سنت پر عمل کرنا، یہ سب شامل ہیں۔ فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، صدقات، مباحات سب اعمال اتنی سی بے ادبی کے نتیجے میں ضبط کرکے اللہ دوزخ میں پھینک دے گا، کوئی بھی عمل باقی نہیں بچے گا خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ تھا، سب بے کار اور رائیگاں چلے جائیں گے۔

تمام اعمال کس نوعیت کے گناہ پر رائیگاں ہوتے ہیں؟

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اتنی معمولی سی بے ادبی سے پوری زندگی کے اعمال کس طرح اجڑ گئے؟ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی بھی اگر دیگر اعمال کی طرح کا صرف ایک عمل ہوتا تو ایک اعمال سے کروڑوں عمل کبھی ضائع نہ ہوتے۔ ایک عمل کبھی کروڑوں اعمال کو منسوخ نہ کرتا، اس لیے کہ اتنے اتنے بھاری عمل تھے جو محض ایک معمولی بے ادبی کے عمل کے مقابلے میں رائیگاں نہ جاتے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ وہ کون سی شے ہے کہ جو ایک طرف اکیلی ہے مگر دوسری طرف کروڑوں اعمال کی پوری کائنات کو نیست و نابود کردے۔ سُن لیں! وہ ایک طاقتور چیز صرف اور صرف ایمان ہے۔ گویا واضح فرمادیا کہ جس نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں بے ادبی کی، اس کا ایمان جاتا رہا۔ کیونکہ اعمال کا اعتبار تو ایمان سے تھا اور جب ایمان ہی نہ رہا تو اعمال کا بھی کوئی اعتبار نہ رہا۔ پس ایک بے ادبی سے سارے اعمال اس لیے غارت ہوگئے کہ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں بے ادبی محض ایک عمل نہیں تھا بلکہ وہ ایمان کا چھن جانا تھا جس کے سبب سارے اعمال برباد ہوگئے۔ پتہ چلا کہ مصطفیٰ ﷺ کے ادب کا نام ہی ایمان ہے۔ ادبِ مصطفیٰ ﷺ ایمان ہے اور بے ادبیِ مصطفیٰ ﷺ کفر ہے۔ چونکہ بے ادبیِ مصطفیٰ ﷺ کفر ہے اس لیے جونہی کوئی شخص اس کا مرتکب ہوا، وہ کفر کا مرتکب ہوا اور نتیجتاً اس کے سارے اعمال غارت ہوگئے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

کفر کی بھی کئی اقسام ہیں:

بے شمار کفر ایسے ہیں جن کا پتہ چل جانے پر انسان اللہ سے توبہ کرتا ہے تو معافی ہوجاتی ہے۔ کافر بھی اگر توبہ کرلے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے تو اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ یعنی توبہ سے کفر بھی مٹ جاتا ہے، راستہ موجود ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کیا یہاں بھی ایسی بات ہے کہ گستاخی و بے ادبی کرنے والے کی توبہ قبول ہے؟ فرمایا: نہیں، خبردار! ابھی بھی تمہیں میرے مصطفیٰ ﷺ کے ادب کے مرتبے کی سمجھ نہیں آئی۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی گستاخی، بے ادبی ایسا کفر ہے کہ **ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون** تمہارے سارے اعمال ضبط اور ختم ہوجائیں گے اور تمہیں اس کا احساس اور شعور بھی نہیں ہوگا۔

وانتم لا تشعرون کا معنیٰ

یہاں ایک نکتہ توجہ طلب ہے کہ یہ بات کیوں فرمائی کہ شعور بھی نہیں ہوگا۔ لکھنے والے تیزی سے لکھ کر، پڑھنے والے پڑھ کر اور کہنے والے کہہ کر اس مقام سے گزر جاتے ہیں لیکن یہاں غور نہیں کرتے، یہاں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ پتہ چلنے اور نہ چلنے میں اگر فرق کو سمجھ لیا تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

فرق یہ ہے کہ اگر پتہ چل گیا کہ میرے اعمال ضبط ہوگئے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ سجدے کرے گا، گڑ گڑائے گا، چیخے گا، توبہ کرے گا اور سیدھی راہ پر چل پڑے گا۔ جب توبہ کرے گا تو اللہ معاف کردے گا۔ لہٰذا ایک کفر وہ ہے جو وہ معاف کردیتا ہے۔ جس کے گناہوں کو معاف کرنا ہوتا ہے اللہ اسے خبر اور شعور ہونے دیتا ہے کہ اس سے ایک بہت بڑی خطا سرزد ہوگئی ہے، تاکہ اسے اپنے لُٹنے کا پتہ چلے اور وہ معافی مانگے، توبہ کرے اور بخشا جائے۔ لیکن جس کے بارے میں

طے کرلے کہ اس بدبخت کو معاف ہی نہیں کرنا، اگر میرا (اللہ کا) انکار کرتا، میری بارگاہ میں نازیبا بات کرتا اور مجھ سے معافی مانگتا تو میں معاف کردیتا، مگر یہ بدبخت میرے محبوب کا گستاخ ہے، میرے محبوب کے برابر بننا چاہتا ہے، میرے محبوب کا ہمسر بننا چاہتا ہے اور میرے محبوب کی شان گھٹانے کا سوچتا ہے۔ اس بدبخت کو میں معاف نہیں کرسکتا۔ اب اس کا طریقہ یہ ہے کہ نہ وہ توبہ کرے اور نہ اس کی معافی ہو۔ اس لیے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے گناہ کا علم، خبر وشعور ہونے پر توبہ نہ کرے۔ بس اس کا یہی طریقہ ہے کہ اس بدبخت کو پتہ ہی نہ چلے کہ میں لٹ گیا۔ اب وہ زندگی بھر سمجھتا رہتا ہے کہ میں نے اتنے مدرسے بنائے، اتنی مسجدیں بنائیں، حضور کی سنت پر عمل پیرا رہا، اتنے حج کیے، اتنے عمرے، اتنی نیکی، اتنی تبلیغ کی، اتنے جہادوں میں شریک ہوا، عمر بھر وہ اس گھمنڈ میں ہے کہ اتنے اعمال میرے پاس ہیں مگر اس بدبخت کو خبر ہی نہیں کہ وہ تو لٹ گیا۔ چونکہ اسے لٹنے کا علم نہیں، لہٰذا خوشی میں ہے۔

اس لیے ارشاد فرمایا ’’وانتم لاتشعرون‘‘ مصطفیٰ ﷺ کی بے ادبی کرنے والو! تمہیں لٹ جانے کا احساس بھی نہیں ہونے دیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ رب کا منشا یہ ہے کہ ہر کافر کی توبہ تو قبول ہوجاتی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ کا بے ادب اس حقِ توبہ سے بھی محروم ہے۔

بے ادب و گستاخ کی توبہ کیوں قبول نہیں؟ اس حوالے سے میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ رب کریم کا منشا یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی زندگی ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں گزر گئی، جو ادب میں فنا رہے، وہ قیامت کے دن جنت کے مستحق ٹھہریں گے اور وہ لوگ جنہوں نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی بے ادبی کی ہوگی اگر ان کی بھی توبہ قبول کی گئی اور انہیں معاف کردیا تو وہ بھی جنت میں جارہے ہوں گے۔ اس وقت میرے مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرنے والے پوچھیں گے کہ مولا! یہ بے ادب بھی معافی مانگ کر جنت میں گھسے جارہے ہیں تو ہمیں ادبِ مصطفیٰ ﷺ کا کیا صلہ ملا؟ یہ بے ادب ہوکر، معافی مانگ کر بخشے گئے۔

اس لیے واضح فرمادیا کہ جو میرے مصطفیٰ ﷺ کا بے ادب ہوگا، قیامت کے دن اسے نشانِ عبرت بنا دوں گا۔ وہ ایک طرف کھڑے ہوں گے اور لاکھوں اعمال کے ڈھیر اور طبق اٹھا کر بھی دوزخ کو جارہے ہوں گے۔ لوگ پوچھیں گے کہ اتنے اعمال کی موجودگی میں بھی دوزخ میں جانے والے یہ لوگ کون ہیں؟ بتایا جائے گا ان کے اعمال درست مگر بے ادبیِ مصطفیٰ ﷺ کی بناء پر یہ بدبخت دوزخی قرار پائے ہیں۔

باری تعالیٰ! اتنی سی بے ادبی پر اتنی بڑی سزا ملی اور اب جو ادب کرتے ہیں ان کا اجر وثواب بھی سنادے تو فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى. (الحجرات، ۴۹:۳)

وہ لوگ جو رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھتے ہیں تو اپنی آوازوں کو پست کرلیتے ہیں، میرے محبوب کا ادب بجا لاتے ہیں، ان کی جزا یہ ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے تقویٰ یعنی توحید کے لیے چن لیتا ہے۔

گویا توحید کا نور صرف انہی دلوں میں اتارا جاتا ہے جن میں ادبِ مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے۔ یعنی ادب مصطفیٰ ﷺ کا صلہ نورِ توحید سے ملتا ہے۔ بے ادبی کفر ہے اور ادبِ مصطفیٰ ﷺ عینِ توحید ہے۔ گویا یہ بات واضح ہوگئی کہ جس نے اللہ کی توحید کو سمجھنا ہو وہ حضور ﷺ کے ادب کو اپنالے۔ جو دل اللہ کی توحید کے لیے منتخب کرلیے جاتے ہیں، وہی انوارِ الٰہیہ کی منزل ہوتے ہیں۔ لہٰذا کوئی توحید کے بارے پوچھے تو جواب ہے ادبِ مصطفیٰ ﷺ کو توحید کہتے ہیں۔ اللہ کی توحید ادبِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور سب سے بڑا کفر بے ادبی مصطفیٰ ﷺ ہے۔

یہ درس وہ ہے جو ادب والے عمر بھر دیتے رہے، اسی درس کو اپنا لیں، اس سے سارے اعمالِ صالحہ مقبول اور نور بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے اس اصلی جوہر کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

❁❁❁❁❁

محافلِ میلاد اور جلوسِ میلاد؛ اہتمام اور تقاضے

غیر شرعی امور کو داخلِ میلاد کر کے میلاد النبی ﷺ کے پاکیزہ تصور کو بدنام نہ کیا جائے

آپ ﷺ کی دنیا میں آمد کی خوشی منانا جائز اور باعثِ اجر و ثواب ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: عید میلاد النبی ﷺ منانے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنا یقیناً مستحسن اور باعثِ اَجر و ثواب عمل ہے لیکن اِس موقع پر اگر اِنعقادِ میلاد کے بعض قابلِ اِعتراض پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اُنہیں برقرار رہنے دیا جائے تو ہم میلاد النبی ﷺ کے فیوض و برکات سے محروم رہیں گے۔ جب تک اس پاکیزہ جشن میں طہارت، نفاست اور کمال درجہ کی پاکیزگی کا خیال نہیں رکھا جائے گا سب کچھ کرنے کے باوجود اِس سے حاصل ہونے والے مطلوبہ ثمرات سمیٹنا تو درکنار ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی ناراضگی مول لیں گے۔

محفلِ میلاد ہو یا جلوسِ میلاد، یہ سارا اِہتمام چونکہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کے سلسلہ میں ہوتا ہے، لہٰذا اس کا تقدس برقرار رکھنا اُسی طرح ضروری ہے جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ میں آپ ﷺ کی مجلس کے آداب ملحوظ رکھے جاتے تھے۔ پوری کوشش ہونی چاہیے کہ ماحول کی پاکیزگی کو خرافات اور خلافِ شرع بیہودہ کاموں سے آلودہ نہ ہونے دیں۔

اِس کے ساتھ ساتھ جشنِ میلاد کے موقع پر محفلیں منعقد کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا، جانی و مالی، علمی و فکری غرضیکہ ہر قسم کی قربانی کا جذبہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حبیبِ مکرم ﷺ کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہونا چاہیے۔

احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ صبح و شام حضور ﷺ پر درود و سلام کے علاوہ اُمت کے نیک و بد اَعمال بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ اچھے کام دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اور برائی دیکھ کر ناراضگی اور اَفسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ہماری یہ میلاد کی خوشیاں بھی حضور ﷺ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ اگر ان میں صدق و اخلاص شامل نہیں ہوگا تو حضور ﷺ کو ہماری ایسی محفلوں کے انعقاد سے کیا مسرت ہوگی؟ اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب ﷺ کی خاطر کی جانے والی اس تقریب کو کیونکر شرفِ قبولیت سے نوازے گا؟ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

صدقہ و خیرات میں کثرت اور اِظہارِ مسرت کے لیے بڑے بڑے جلسے جلوس اُس بارگاہ میں باعثِ شرف و قبولیت نہیں جب تک کہ ظاہری عقیدت میں اخلاصِ باطن اور حسنِ نیت شامل نہ ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت اور ادب و تعظیم ہی ہمارے ہر عمل کی قبولیت کی اَوّلیں شرائط میں سے ہیں۔

بدقسمتی سے آج اُمتِ مسلمہ دو بڑے طبقوں میں بٹ گئی ہے:

۱۔ ایک طبقہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کو سرے سے ناجائز، حرام اور بدعت کہہ کر اِس کا انکار کر رہا ہے۔

۲۔ دوسرا طبقہ میلاد کے نام پر (اِلا ما شاء اللہ) ناجائز اور فحش کام سرانجام دینے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ اُنہوں نے کچھ غیر شرعی اُمور کو داخلِ میلاد کر کے میلاد النبی ﷺ کے پاکیزہ

تصور کو بدنام اور تقدس کو پامال کر دیا ہے۔

ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ اِفراط و تفریط سے بچتے ہوئے اِن انتہاء پسند رویوں کے بجائے اِعتدال پسندی کی روش اِختیار کی جائے۔ ہم نے میلاد اور سیرت کے نام پر مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ کوئی صرف میلاد کا داعی بن گیا اور کوئی صرف سیرت کا نام لیوا۔ میلاد کا نام لینے والا سیرت سے کتراتا ہے اور سیرت کا داعی میلاد کو ناجائز کہہ کر اپنی دانشوری اور بقراطیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ سوچ ناپید ہے کہ اگر میلاد نہ ہوتا تو سیرت کہاں سے ہوتی؟ اور اگر سیرت کے بیان سے اِحتراز کیا تو پھر میلاد کا مقصد کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ بیانِ میلاد اور بیانِ سیرت دونوں حضور ﷺ کے ذکر کے طریقے ہیں۔ دونوں ایک شمع کی کرنیں ہیں۔ میلاد کو نہ تو بدعت اور حرام کہہ کر ناجائز سمجھیں اور نہ اِسے جائز سمجھتے ہوئے اس کے پاکیزہ ماحول کو خرافات سے آلودہ کیا جائے۔

میلاد النبی ﷺ منانے کے لئے ہر وہ کام سر انجام دینا شرعی طور پر جائز ہے جو خوشی و مسرت کے اظہار کے لئے درست اور رائج الوقت ہو۔ میلاد کی روح پرور تقریبات کے سلسلے میں انتظام وانصرام کرنا، درود وسلام سے مہکی فضاؤں میں جلوس نکالنا، محافل میلاد کا انعقاد کرنا، نعت یا قوالی کی صورت میں آقا علیہ السلام کی شان اقدس بیان کرنا اور عظمتِ مصطفی ﷺ کے چرچے کرنا سب قابل تحسین، قابل قبول اور پسندیدہ اعمال ہیں۔ ایسی مستحسن اور مبارک محافل کو حرام قرار دینا حقائق سے لاعلمی، ضد اور ہٹ دھرمی کے سواء کچھ نہیں ہے۔

کتب سیر واحادیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آمد کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا رَسُولَ اللهِ! يَا مُحَمَّدُ! يَا رَسُولَ اللهِ!

مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے و خدام راستوں میں پھیل گئے، سب نعرے لگا رہے تھے یا محمد! یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ! (مسلم، الصحیح، ۴: ۲۳۱، رقم: ۲۰۰۹)

اہلِ مدینہ جلوس میں یہ نعرہ لگا رہے تھے:

جَاءَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ

اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔

(ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۹۸، رقم: ۶۸۹۷۰)

مدینہ کی معصوم بچیاں دف بجا کر دل وجان سے محبوب ترین اور عزیز ترین مہمان کو ان اشعار سے خوش آمدید کہہ رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

''ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے، ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی! آپ ایسے اَمر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اِطاعت کی جائے گی''۔

(ابن ابی حاتم رازی، الثقات، ۱: ۱۳۱)

حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد پر مذکورہ بالا اشعار کا پڑھا جانا محبّ طبری، امام بیہقی، ابن حجر عسقلانی، ابن کثیر، علامہ عینی، امام قسطلانی، امام زرقانی، احمد زینی دحلان کے علاوہ بھی دیگر محدثین، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے۔

مدینہ طیبہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی آمد کے وقت آپ ﷺ کے استقبال کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے یہ آپ ﷺ کے سامنے ہوئی مگر آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اس لیے آپ ﷺ کی دنیا میں آمد کی خوشی منانا، آپ ﷺ کے مناقب ومحاسن بیان کرنا اور جلسے جلوس کا اہتمام کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

(اس موضوع پر مزید مطالعہ کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف میلاد النبی ﷺ ملاحظہ کیجیے۔)

سوال: وہ کون لوگ ہیں جن کے ایمان کو حضور نبی اکرم ﷺ نے عجیب ترین ایمان قرار دیا؟

جواب: وہ خوش نصیب جن کے مشاہدے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا حسنِ بے حجاب صبح و شام آتا ہو اور آنکھیں ہر لمحہ آپ ﷺ کے دیدار سے ٹھنڈی ہوتی ہوں تو یہ سب دیکھ لینے

کے بعد اگر وہ ایسے رحیم و کریم اور مہربان و حسین آقا ﷺ کی عظمت کے قائل ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں، (اگرچہ ایک لحاظ سے یہ بڑی بات ہے کیونکہ بعض لوگ اتنے تنگ نظر، کدورت پسند اور حاسد ہوتے ہیں کہ سمندر کو بہتا اور سورج کو چمکتا دیکھ کر بھی اس کا انکار کر دیتے ہیں لیکن وہ غلام جو آقا ﷺ کی زیارت کیے بغیر انہیں اپنا محبوب اور ملجا و ماوٰی مان لیں، ان کی منفرد شانوں پر ایمان لے آئیں اور ان کے ارشادات مبارکہ کو حرزِ جان بنا لیں تو یہ بڑی بات ہی نہیں بلکہ ایمان کی یہ حالت بڑی تعجب خیز اور قابلِ رشک ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں ایمان کی عجیب تر حالت کی عکاسی کی گئی ہے۔ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑا ایمان افروز سوال کیا:

اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا؟

تمہارے نزدیک کس مخلوق کا ایمان عجیب ترین ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فرشتوں کا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَمَالَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟

وہ کیسے ایمان نہ لائیں جبکہ وہ اللہ کی حضوری میں ہوتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! انبیاء کرام کا ایمان عجیب تر ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَمَالَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْهِمْ

وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے جبکہ ان پر وحی اترتی ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (معصومیت بھرے انداز سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر ہمارا ایمان عجیب تر ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَمَالَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ؟

کیا تم (اب بھی) ایمان نہ لاؤ گے جبکہ تمہارے سامنے ہر وقت میرا سراپا رہتا ہے؟

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا! اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْهَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْهَا.

(مشکوٰۃ المصابیح، باب ثواب ہذہ الامۃ، ۵۸۴)

’’میرے نزدیک ساری کائنات میں سب سے عجیب (قابل رشک) ایمان ان لوگوں کا ہے جو تمہارے بعد ہوں گے۔ وہ صرف اوراق پر لکھی ہوئی کتاب دیکھیں گے اور اس پر ایمان لے آئیں گے‘‘۔

آپ ﷺ پر بن دیکھے ایمان لانے والے اور عشق کرنے والے ہر وقت حبیب خدا ﷺ کے دھیان ہی میں نہیں بلکہ محبوب کی نگاہوں میں رہتے ہیں اور اب سے نہیں بلکہ جب وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، اس وقت سے وہ نگاہِ مصطفیٰ میں ہیں۔ اس لیے کہ آقا ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرما دیا کہ میرے وہ امتی جو بعد میں آئیں گے، ان کا ایمان قابلِ رشک حد تک عجیب تر ہوگا۔

سوال: شہادتِ رسالت سے کیا مراد ہے؟

جواب: شہادتِ رسالت سے مراد یہ ہے کہ زبان سے اس بات کا اقرار اور دل سے تصدیق کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے جو تمام کے تمام برحق تھے اور ان کی نبوت و رسالت مخصوص زمانوں اور افراد کے لئے تھی، جبکہ سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ کی نبوت ابد تک ہمیشہ کے لئے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. وَّ دَاعِیًا اِلَی اللهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (الاحزاب، ۳۳: ۴۵، ۴۶)

’’اے نبیِ (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)‘‘۔

شہادتِ رسالت کے ساتھ درج ذیل امور کی تصدیق کرنا لازمی اور واجب ہے:

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو غیبی واقعات کے بارے میں دی

گئی ان تمام خبروں کی تصدیق کرنا جو گزر چکے ہیں یا آئندہ پیش آنے والے ہیں۔

۲۔ ان تمام چیزوں کی تصدیق کرنا جنہیں آپ ﷺ نے حلال اور حرام قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.

''جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو''۔ (الحشر، ۵۹: ۷)

۳۔ جن چیزوں کا حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا انہیں بجا لانا اور جن امور سے منع فرمایا ان سے رک جانا، آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی خوشی اور دل جمعی سے اِتباع کرنا اور ظاہر و باطن میں آپ ﷺ کی سنت کو اپنے اوپر واجب کرنا۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللهَ.

''جس نے میری اطاعت کی سو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی سو اس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ: أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم، ۶: ۲۶۱۱، رقم ۶۷۱۸)

انبیاء و رُسلؑ کا مقصدِ بعثت ہی یہ ہے کہ ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل اور ان کی اطاعت کی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ.

''اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے''۔ (النساء، ۴: ۶۴)

مذکورہ آیات و احادیث واضح کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت فرض ہے، اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے، آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرتا ہے لیکن آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر نہیں چلتا، شرعی احکام کی پیروی نہیں کرتا تو وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں، کیونکہ ایمان بالرسالت اتباع و اطاعتِ رسول کا تقاضا کرتا ہے۔ ❁❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد ارشد (صدر علماء کونسل کلورکوٹ) کے والد محترم علامہ حافظ محمد سلیمان، محترم حکیم طارق محمود غفاری (حافظ آباد)، محترم انعام اللہ چشتی (حافظ آباد) کا بیٹا محترم حافظ شوکت انعام، محترم شوکت ہاشمی (حافظ آباد) کے بھائی محترم حافظ محمد مظفر (کراچی)، محترم حاجی شفاقت حسین (حافظ آباد) کے بھائی محترم حاجی عمران (اٹلی)، محترم محمد یوسف حضوری (حافظ آباد) کی نومولود پوتی، محترم میاں محمد یوسف (حافظ آباد)، محترم احسان اللہ خان (حافظ آباد) کے چچا محترم ماسٹر محمد یوسف رضا، محترم محمد جمیل صابر منہاجین (ایبٹ آباد) کی والدہ محترمہ، محترم محمد مبین منشاء (گجرات ٹرین حادثہ میں)، محترم محمد زعیم افضل (گجرات ٹرین حادثہ میں)، محترم علی احمد جوئیہ (صدر منہاج القرآن ڈونگہ بونگہ بہاولنگر) کی ہمشیرہ، محترم شاہد اقبال بھٹی (TMQ تحصیل ٹیکسلا پی پی 19) کے والد محترم حاجی غلام مصطفی بھٹی، محترم صوفی نذیر احمد (سابق صدر TMQ کوٹلہ)، محترم چوہدری منشاء جاوید (کوٹلہ) کا جواں سالہ بیٹا، محترم چوہدری محمد یونس (ناظم UC بزرگوال، کوٹلہ) کی ساس، محترم محمد منیر سیفی (برسہ، کوٹلہ) کے والد محترم، محترم چوہدری جاوید اقبال ایڈووکیٹ (کوٹلہ) کا سالہ محترم محمد ارشد، محترم ملک سعید احمد رحمانی (بھکر) کی والدہ محترمہ، محترم ڈاکٹر ملک آفتاب احمد (بھکر) کی دادی اور چچا، محترم ملک امان اللہ راٹھی (بھکر) کے چچا زاد بھائی اور ہمشیرہ، محترم ملک عبدالحمید چھینہ (بھکر) کے چچا جان، محترم محمد شعیب (بھکر) کے ماموں جان، محترم حافظ شعیب الرحمٰن چدھڑ (چوکھیانوالہ۔ننکانہ صاحب) کے سسر، محترم غلام حسین (سیالکوٹ) کی دادی جان اور محترم سجاد احمد بٹ (سیالکوٹ) کے چچا جان قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے

اللہ نے اتباعِ مصطفی ﷺ اور ذاتِ مصطفی ﷺ سے غیر مشروط وفاداری کا حکم دیا ہے

صحابہ کرام اطاعتِ رسول ﷺ اور حُبِ رسول ﷺ میں اپنی مثال آپ تھے

ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ

قرآن و حدیث کی متعدد نصوص و تصریحات اس امر پر دال ہیں کہ جس کام، جس چیز حتی کہ جس عبادت پر حضور نبی اکرم ﷺ خوش نہیں اس پر اللہ کریم بھی خوش نہیں۔ گویا اللہ کی خوشنودی بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشنودی میں ہی پنہاں ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی پسند، طریقہ اور خواہش کے برعکس کوئی کام حتی کہ عبادت کرکے اللہ کو خوش کرے۔ اس اجمال کی تفصیل اور دعویٰ کی تصدیق کے لیے آئندہ سطور میں چند روایات و واقعات ملاحظہ ہوں:

۱۔ طریقۂ عبادت میں بھی اطاعتِ مصطفی ﷺ کا حکم

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ تین افراد (کثرت عبادت کے اشتیاق میں) نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے بارے پوچھیں تو جب انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے بارے بتایا گیا تو گویا انہوں نے اس مقدارِ عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے: ہمارا نبی اکرم ﷺ سے کیسے موازنہ ہوسکتا ہے، کیونکہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ اب ان میں سے ایک بولا: آئندہ کے لیے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور کبھی روزہ ترک نہ کروں گا جبکہ تیسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہ کروں گا۔ اسی دوران نبی رحمت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ہی لوگ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ قسم بخدا میں تم سے زیادہ خشیتِ الٰہی رکھنے والا اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اس کے باوجود میں روزہ (نفلی) رکھتا بھی ہوں اور (بعض اوقات) چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور (کچھ وقت رات کو) سوتا بھی ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے کئی خواتین سے شادی بھی کر رکھی ہے۔ فرمایا سن لو! جس آدمی نے میرے طریقہ/ سنت سے (اسے ہلکا سمجھ کر) اعراض کیا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص: ۲۷)

شارحین حدیث کی صراحت کے مطابق یہ تین افراد حضرت علی المرتضیٰ، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض نے حضرت عبداللہ کی جگہ حضرت مقداد کا نام لکھا ہے۔ (ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ۱/ ۲۱۹)

حدیث کے الفاظ اور بیانیہ سے واضح ہے کہ ان تینوں صحابہ نے خدانخواستہ کسی غیر شرعی، ناجائز اور گناہ کے کام کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اپنی اپنی جگہ پر عبادتِ الٰہی کرنے کا عندیہ اور عزم ظاہر کیا تھا مگر عبادتِ الٰہی کا یہ طریقہ اور انداز چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور طریقہ کے خلاف تھا اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے میری کسی سنت/ معمول کو ہلکا اور معمولی سمجھتے ہوئے

چھوڑ دیا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور جس کا تعلق اللہ کے رسول ﷺ سے نہ رہا تو اس کا تعلق اللہ سے بھی منقطع ہوگیا۔

۲۔حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو سرزنش

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو ایک سریہ (جنگی مہم فوجی دستہ) میں (جانے کا حکم) بھیجا تو اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا اور ان کے سارے ساتھی (حسبِ حکمِ نبوی ﷺ) صبح کے وقت روانہ ہوگئے۔ مگر انہوں نے (دل میں) کہا: میں پیچھے رہ جاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھوں گا پھر ان ساتھیوں سے جاملوں گا۔ تو جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دیکھ لیا۔ فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ نہیں ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھوں گا، پھر ان کے ساتھ مل جاؤں گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو اگر زمین میں موجود تمام کے تمام خزانے بھی خرچ کر ڈالے تو (میرے حکم پر) ان لوگوں کے صبح روانہ ہوجانے کی فضیلت کو نہیں پاسکتا۔

(جامع الترمذی، باب، ماجاء فی السفر یوم الجمعۃ، ۱/ ۲۳۱، رقم ۵۰۹)

یہاں بھی حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کی نیت میں خدانخواستہ کوئی فتور نہ تھا۔ ان کا مقصود صرف یہ تھا کہ جمعہ کی نماز مسجدِ نبوی میں اللہ کے رسول ﷺ کی اقتداء میں پڑھ لوں پھر اپنے ساتھیوں سے جاملوں گا۔ مگر اس عبادتِ الٰہی میں چونکہ حضور ﷺ کی ایک قسم کی نافرمانی کا اظہار ہورہا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کی سرزنش فرمائی۔

۳۔حضرت علیؓ کو دوسری شادی کرنے سے منع فرمادیا

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فتح مکہ کے بعد ایک مرتبہ ابوجہل کی مسلمان بیٹی (جویریہ) سے نکاح کرنا چاہا (اور یہ نکاح کرنا سورۃ النساء کی آیت نمبر۳ کی رو سے جائز بھی تھا مگر یہ معاملہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کے علم میں آیا اور ابوجہل کے خاندان والوں نے اس سلسلے میں حضور ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے برسرِ منبر اور علی الاعلان ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں بنو ہشام بن المغیرہ کو اجازت نہیں دوں گا الّا یہ کہ ابوطالب کا بیٹا (علیؓ) میری لختِ جگر کو طلاق دے دے اور ان (بنو ہشام) کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو اسے بے قرار کرے گا وہ مجھے بے قرار کرے گا، جو اسے اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں ٹھہراتا مگر قسم بخدا! اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہوں گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ ناراضگی دیکھ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے (قرآن مجید میں چار شادیوں کی صریح اجازت ہونے کے باوجود) منگنی کا ارادہ ترک کردیا۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب ما ذکر من ورع النبیؐ، ۱/ ۴۳۸)

چار شادیوں کی اجازتِ قرآن کو صاحبِ قرآن سے بڑھ کر کون آدمی سمجھ سکتا تھا مگر پیغمبر کی صاحبزادی کے ساتھ سوکناپے کے رشتے میں ایک سوکن کو جو دنیوی، دینی، ایمانی، روحانی اور اخروی نقصانات پہنچ سکتے تھے، ان کا اندازہ ہر آدمی نہیں کرسکتا تھا۔ وہ پیغمبر ﷺ اپنی نگاہِ نبوت ہی سے دیکھ سکتا تھا۔

۴۔عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کو ان کے اوقات سے ہٹ کر ادا کرنا

مشہور فقہی مسئلہ ہے کہ حج کے موقعہ پر وقوفِ عرفہ کے دوران خطبہ حج کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح اس دن مغرب کی نماز مزدلفہ میں نماز عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے، چاہے عرفات سے مزدلفہ پہنچتے پہنچتے مغرب کا وقت نکل ہی کیوں نہ جائے۔ چنانچہ مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

جب خطبۂ حج ختم ہوجائے تو اقامت کہی جائے، پھر امام ظہر کی نماز پڑھائے، پھر عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی جائے

اورعصر کی نماز پڑھائی جائے تو گویا ظہر وعصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں سے اکٹھی ادا کی جائیں گی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ان دو نمازوں کو مقام عرفات میں یوم عرفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اکٹھا ادا فرمایا اور ان سے پہلے نہ ان کے بعد نفل پڑھے باوجود یہ کہ آپ ﷺ نوافل کا اشتیاق رکھتے تھے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الحج، ۲/ ۴۳۸)

اسی طرح وقوفِ مزدلفہ کے دوران مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں:

جب عشاء کا وقت ہوجائے تو مؤذن اذان دے اور اقامت کہے، پھر امام عشاء کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پہلے مغرب کی نماز پڑھائے پھر عشاء کی نماز پڑھائے۔ یہ ہمارے اصحاب ثلاثہ کا قول ہے۔

درج بالا صراحت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے جب میدانِ عرفات میں روزمرہ کے عام معمول کے برعکس ایک ہی وقت میں جب ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اسی طرح مغرب کی نماز مزدلفہ میں عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا تو صحابہ کرامؓ نے نماز کے بارے قرآن مجید کے عمومی حکم:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء، ۴: ۱۰۳)

''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے''۔

کو نہیں دیکھا بلکہ حضور ﷺ کے طرزِ عمل/حکم یا خوشنودی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان نمازوں کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنے کی بجائے ایک ہی وقت میں ادا کیا۔

۵۔ حضرت علیؓ کا اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ میں نمازِ عصر قضاء کرنا

یہ بات مسلمان بچہ بچہ جانتا ہے کہ نماز کا اپنے مقررہ وقت پر ادا کرنا اللہ کریم کی طرف سے فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء، ۴: ۱۰۳)

''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى .

''سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی''۔ (البقرہ، ۲: ۲۳۸)

اب حضرت علی المرتضیٰؓ جیسے جلیل القدر اور باب العلم صحابی سے بڑھ کر کون آدمی آیاتِ کریمہ کے مفہوم اور اہمیت کو سمجھ سکتا تھا۔ اس کے باوجود ایک موقع پر انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشنودی یا آرام کی خاطر نماز کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ سورج غروب ہوگیا اور ان کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ مگر اللہ نے ان کے لیے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف وحی کی جارہی تھی اور آپ ﷺ کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا۔ حضرت علیؓ نے نماز نہیں پڑھی حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! بے شک علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے تو ان پر سورج لوٹادے۔ حضرت اسماء کہتی ہیں: میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہوگیا تھا اور پھر غروب ہونے کے بعد وہ دوبارہ طلوع ہوگیا۔ (المعجم الکبیر، ۲/ ۱۵۰۔۱۵۲، رقم الحدیث: ۳۹۰)

۶۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضور ﷺ کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا

قرآن مجید کی اپنے ماننے والوں کو ہدایت بلکہ تلقین و تاکید ہے کہ:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرہ، ۲: ۱۹۵)

''اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔

اب اس قرآنی ہدایت اور حکمِ الٰہی کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا تھا مگر انہوں نے ہجرتِ نبوی ﷺ کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت یا خوشنودی کی خاطر اس ہدایت کی پروا نہیں کی بلکہ اپنی جان کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالتے ہوئے حضور ﷺ کو کسی بھی قسم کی تکلیف سے بچانے کا

اہتمام کیا۔ وہ یوں کہ ہجرتِ مدینہ کی رات جب وہ حضورﷺ کے ہمراہ چلتے چلتے اور جبل ثور کی بلندی اور سنگلاخ راستے پر حضور کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو آپﷺ سے عرض کیا:

''میں اس خدا کا واسطہ دے کر جس نے آپﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، عرض کرتا ہوں کہ آپﷺ غار میں تشریف نہ لے جائیے، پہلے میں داخل ہوں گا کیونکہ اگر وہاں کوئی موذی چیز ہوتو وہ پہلے مجھے اذیت پہنچائے''۔

اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے۔ تاریک رات، پھر غار کا اندھیرا، کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ پہلے جھاڑو دیا، پھر غار کے چپہ چپہ کو ہاتھ سے ٹٹولا، جہاں کوئی سوراخ معلوم ہوا اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر اسے بند کیا، چادر ختم ہوگئی لیکن ایک سوراخ پھر بھی باقی رہ گیا۔ دل میں سوچا اس پر اپنی ایڑی رکھ کر بند کرلوں گا۔ ہر طرح مطمئن ہونے کے بعد عرض کیا: آقاﷺ تشریف لے آیئے اور خود اس سوراخ پر ایڑی رکھ کر بیٹھ گئے۔ محبوبِ کائنات نے اپنا سر مبارک ابوبکرؓ کی گود میں رکھا اور استراحت فرما ہوگئے۔ اس سوراخ میں سانپ تھا۔ اس نے ایک بار نہیں کئی بار ڈسا۔ زہر سارے جسم میں سرایت کرگیا لیکن کیا مجال کہ حضرت ابوبکرؓ نے ذرا سی جنبش کی ہو یا اضطراب کا مظاہرہ کیا ہو۔ تاہم درد کے باعث غیر اختیاری طور پر آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضورﷺ جب بیدار ہوئے اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن لگادیا جس سے درد اور تکلیف کافور ہوگئی۔

ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حوالے سے اتباعِ مصطفیٰﷺ کرنے اور ذات مصطفویﷺ سے غیر مشروط وفاداری کا حکم دیا ہے۔ حضور کی اطاعت و اتباع سے گریز اللہ کے نزدیک منافقت ہے۔ خواہ وہ شخص احکام الٰہیہ کی پابندی کا جس قدر بھی دم بھرتا رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا.

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) کی طرف اور رسول(ﷺ) کی طرف آجاؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ (کی طرف رجوع کرنے) سے گریزاں رہتے ہیں''۔ (النساء،۴:۶۱)

اس آیت کریمہ نے یہ حقیقت واضح کردی کہ غلامی رسول کے بغیر اطاعت الٰہیہ کا دم بھرنا منافقت ہے۔ ایمان کی صحت کی علامت یہ ہے کہ انسان باری تعالیٰ سے اپنی نسبت غلامی و اطاعت رسولﷺ کے ذریعے قائم کرے۔ اس کے بغیر ایمان کے نام پر کی جانے والی ہر کوشش بے سود اور بے نتیجہ ہے۔

اس امر کی تصریح یوں کی گئی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

''(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا''۔ (آل عمران،۳:۳۱)

گویا خدا کا محبوب و مقرب ہونا اس امر پر منحصر ہے کہ وہ بندہ کس قدر غلامی رسولﷺ کے زیور سے آراستہ ہے۔ ذات مصطفویﷺ سے مسلمانوں کی غیر مشروط وفاداری کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ باری تعالیٰ اپنے فیضان وعطا کا مقصد منتہا رضائے محمدیﷺ کو قرار دیتے ہیں۔ ارشاد ایزدی ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى.

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔ (الضحیٰ ۹۳:۵)

اگر خالق کائنات اپنی عطاؤں کی غایت نبی اکرمﷺ کی رضا کو قرار دیتا ہے تو یہ حکم مسلمانوں کے لیے حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ سے دائمی اور مخلصانہ وفاداری کی صورت میں فرض کیوں نہیں قرار پائے گا۔

❁❁❁❁❁

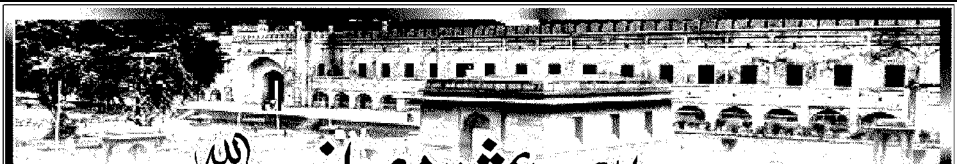

اقبالؒ اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم الامت مسلمانوں کے طرزِ حیات میں عشق مصطفی ﷺ کے فقدان پر دل گرفتہ رہتے تھے

اقبال پرست بہت ہیں مگر اقبال شناس شاذ شاذ ملتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتاب ''اقبال اور تصورِ عشق'' سے اقتباس

علامہ محمد اقبال کی شخصیت سے کون واقف نہیں؟ ان کی غیر فانی شاعری اب اسلامی فکر کا معیار اور پہچان بن گئی ہے۔ انہوں نے امت کے درد میں ڈوب کر جو پیغام دیا وہ سرمایۂ ملت ہے۔ وہ حکیم الامت تھے اور خدا نے انہیں دلِ فطرت شناس، آہِ رسا اور چشمِ بینا سے نواز رکھا تھا۔ انہوں نے جو دیکھا اور محسوس کیا صدقِ دل سے اسے اپنی خدا داد حکمت کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد پورے اعتماد کے ساتھ اس کی نشاندہی کردی۔

ان کی الہامی فکر یوں تو متعدد موضوعات پر منقسم ہے اور ہر موضوع اپنی جگہ کئی مہلک اور قومی و ملی امراض کے علاج کا مجرب نسخہ ہے لیکن انہوں نے اپنے سارے کلام میں جس چیز پر زیادہ زور دیا ہے وہ پیغامِ عشقِ رسول ﷺ ہے۔ وہ مسلمان قوم کی بے بسی، شکست خوردگی اور علمی و عملی بے چارگی پر آنسو بہاتے اور دل سے نکلی ہوئی آہِ سحر بارگاہِ خداوندی میں جب رسائی پاتی تو ہاتفِ غیبی سے آواز آتی کہ

ایں قوم دلے دارند و محبوبے ندارند

اقبال جب جب ملت اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ کو چشمِ تصور میں لاتے تو برملا کہہ اٹھتے

تا شعارِ مصطفیٰ از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت

وہ جب پوری امت کا مجموعی تنقیدی مطالعہ کرتے تو انہیں سب سے زیادہ پریشان کن چیز مسلمانوں کے طرزِ حیات میں حضور نبی اکرم ﷺ سے تعلقِ عشق کا فقدان نظر آتا۔ اس لئے بارہا جمالِ مصطفوی ﷺ سے آشنائی کی تاکید فرماتے:

عصرِ ما ما را زما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفیٰ بیگانہ کرد

آج اقبال پرست تو بے شمار ہیں لیکن اقبال شناس شاذ شاذ ملتے ہیں۔ اقبال شناسی کا حق تب ادا ہوتا ہے جب اس کی فکر کا مدعا اور مرکزی پیغام عام کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو جدید تہذیب کے دلدادہ ہیں اور مغربی فکر و فلسفہ سے متاثر ہوکر اسلام کے متعلق قسم قسم کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں انہیں علم ہو کہ اقبال جیسا فلسفی اور جدید دنیائے علم وفکر کا نامور محقق تمام یورپی علوم وفنون کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد جب حقیقتِ حال تک پہنچا تو وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

ذکر و فکر و علم و عرفانم توئیؐ
کشتی و دریا و طوفانم توئیؐ

اقبال کے نزدیک عشق ہرگز ایسا جذبہ نہیں جو انسان کے فکر وعمل کی قوتوں کو مضمحل یا مفلوج کرکے رکھ دے۔ اسی طرح اقبال اس کیفیت کو بھی عشق تصور نہیں کرتا جو انسانی زندگی کو جہدِ مسلسل کی تلخیوں سے راہِ فرار اختیار کرنے کی ترغیب دے بلکہ اقبال کے ہاں عشق اس جذبے اور کیفیت کا نام ہے جو فردِ واحد کے وجود میں سرایت کر جائے اور اس کی اقلیمِ زندگی میں انقلاب برپا کردے اور اگر اس کا پرتو معاشرے کی اجتماعی

زندگی پر پڑ جائے تو اس کے فکر و عمل کے دھاروں کو بدل کر رکھ دے۔ اقبال کے نزدیک عشق درج ذیل عناصرِ خمسہ کے امتزاج سے وجود پذیر ہوتا ہے:

۱۔ اخلاص ۲۔ یقین ۳۔ عمل

۴۔ فقر ۵۔ حضوری

۱۔ اخلاص

اخلاص ہر قسم کے حرص و طمع اور کدورت و مخالفت سے پاک قلب و باطن کی اس کیفیت کا نام ہے جہاں انسان کا تعلقِ بندگی اللہ تعالیٰ سے اس قدر یکسوئی اور خالصیت کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہر قول و فعل حتیٰ کہ جینا اور مرنا بھی صرف اللہ کے لئے خاص ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ

’’حالانکہ انہیں فقط یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اسی کے لیے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں، (ہر باطل سے جدا ہو کر) حق کی طرف یکسوئی پیدا کریں‘‘۔ (البینہ، ۹۸: ۵)

اسی اخلاص کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (الانعام، ٦: ١٦٢)

’’فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔‘‘

زندگی میں اخلاص کی یہی کیفیت عشق کا عنصرِ اولین ہے۔ اقبال اس مضمون کو یوں بیان کرتا ہے:

صدقِ خلیل بھی ہے عشق
صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں
بدر و حنین بھی ہے عشق

عشق کا آغاز تعلق میں اخلاص کے بغیر نہیں ہوتا اور تعلق میں اخلاص کا مظہر یہ ہے کہ سب کچھ محبوب کے لئے وقف کر دیا جائے۔ آتشِ نمرود ہو یا کنارۂ فرات، معرکہ ہائے بدر و حنین ہوں یا زندگی کے دیگر احوال و کیفیات، الغرض ہر حال اور کیفیت میں تعلق باللہ کا اخلاص کے ساتھ قائم رہنا اور اندیشۂ سود و زیاں سے بالاتر ہو کر محبوب کی رضا کا متلاشی رہنا، یہی عشق کا پہلا سبق ہے جسے فکرِ اقبال میں جابجا مختلف پیرایوں میں اجاگر کیا گیا ہے۔

۲۔ یقین

اقبال کے تصورِ عشق کا دوسرا عنصر یقین ہے۔ یقین وہ لازوال دولت ہے جس تک رسائی کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھی عالمِ لاہوت و ملکوت کا مشاہدہ کرایا جاتا رہا ہے۔ قرآن منزلِ یقین کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کائنات کے مشاہدے کی نسبت یوں ارشاد فرماتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ. (الانعام، ٦: ١٦٢)

’’اور اسی طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہتیں (یعنی عجائباتِ خلق) دکھائیں اور (یہ) اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام یقین کی اس منزل پر فائز کئے جا چکے ہیں، جو اقبال نے نزدیک عشق کا دوسرا زینہ ہے۔ اسی لئے اقبال وجودِ ابراہیم علیہ السلام کو عشق سے تعبیر کرتے ہوئے کہتا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

ایک مقام پر اقبال عقل اور عشق کا موازنہ کرتے ہوئے عقل کو شک کا آئینہ دار قرار دیتا ہے اور عشق کو یقین کا عکاس:

عقل را سرمایہ از بیم و شک است
عشق را عزم و یقین لاینفک است

قرآن اس تصور پر ان الفاظ میں مہر تصدیق ثبت کرتا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (الحجر، ۱۵: ۹۹)

’’اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو (آپ کی شان کے لائق) مقامِ یقین مل جائے (یعنی انشراحِ کامل نصیب ہو جائے یا لمحہ وصالِ حق)۔‘‘

اقبال کہتا ہے کہ اسی یقین سے نئی تقدیر رقم ہوتی ہے اور پرانی تقدیر بدل جاتی ہے:

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اقبال ایک اور مقام پر کہتا ہے:

مومن از عشق است و عشق از مومن است
عشق را ناممکن ما ممکن است

صاف ظاہر ہے کہ یقین کی اس کیفیت میں زندگی کے ہر قدم پر کامیابی و کامرانی کی ضمانت کا پایا جانا بھی از حد ضروری ہے۔ قرآن اس کی تائید یوں کرتا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (آل عمران، ۳: ۱۳۹)

''اور تم ہمت نہ ہارو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم (کامل) ایمان رکھتے ہو۔''

۳۔ عمل

علم کی بنا شک ہے اور عمل کی یقین۔۔۔ علم ماضی و حال کی توجیہہ کرتا ہے اور عمل مستقبل کی تخلیق۔۔۔ علم کا محل عقل ہے اور عمل کا عشق۔۔۔ عقل سود و زیاں کو ناپتی ہے اور عشق اس سے بے نیاز ہوتا ہے۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

وہ عمل جو عشق سے وجود میں آتا ہے، سراسر مجاہدہ ہے اور اسی مجاہدے میں منزل تک کی رہنمائی کی ضمانت دی گئی ہے۔ ارشاد ایزدی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. (العنکبوت ۲۹: ۶۹)

''اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (اور مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں۔''

اقبال کے نزدیک جب بادۂ حق کا راہی سامانِ عشق سے آراستہ ہو کر عازمِ سفر ہوتا ہے تو زمین و آسمان کی ساری مسافتیں اس کے قدموں میں سمٹ آتی ہیں اور وہ ایک ہی قدم میں بہت سے مرحلے طے کر جاتا ہے۔

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

۴۔ فقر

اقبال کے نزدیک عشق عینِ فقر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کے نزدیک راہِ جذب سے آنے والوں کا سفر، راہِ سلوک والوں کے مقابلہ میں زیادہ جلدی طے ہوتا ہے کیونکہ یہ عشق کے شہسوار ہوتے ہیں۔

فقر کی ماہیت بیان کرتے ہوئے اقبال نے شرع کے ظاہر پرستانہ رجحان اور نام نہاد باطن پرستی دونوں کی خبر لی ہے۔ ظاہر پرستی کی رو میں بہنے والے منکرینِ فقر کو جو محض علمِ نظری کو ہی جملہ معارف کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اقبال ان الفاظ میں ہدفِ تنقید بناتا ہے:

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی
ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ
دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نگہ توڑ دے آئینہ مہر و ماہ

فقرِ مومن کی تعریف اقبال نے یوں کی ہے:

فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات
بندہ از تاثیرِ اُو مولیٰ صفات
فقرِ کافر خلوتِ دست و در است
فقرِ مومن لرزۂ بحر و بر است
فقرِ عریاں گرمئی بدر و حنین
فقرِ عریاں بانگِ تکبیرِ حسین رضی اللہ عنہ

اقبال کا عشق اس فقر کا نمائندہ ہے جو بدر و حنین کے معرکے بپا کرتا ہے، کربلا کے ریگزاروں کو لالہ زار کرتا ہے اور اقوام و ملل کی تقدیر اپنے خونِ مقدس سے رقم کرتا ہے۔

۵۔ حضوری

اقبال کے نزدیک فقر سراسر انقلاب ہے مگر انقلاب کی سمت کے تعین کے لئے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ رہنمائی اگر حضور ﷺ کے سرچشمے سے ہو تو سمت درست رہتی ہے اور اگر دل کی حالت بے حضوری کی ہو تو سمت غلط ہو جاتی ہے۔ اس لئے اقبال کے تصورِ عشق کا پانچواں عنصر حضوری ہے۔

اقبال نے اس کی توجیہہ یوں کی ہے:

عقل گو آستاں سے دور نہیں
اس کی تقدیر میں حضور نہیں
دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں
بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تو تو بے حضور نہیں

اقبال کے نزدیک صحیح رہنمائی کے لیے جس حضوری کی ضرورت ہے، وہ نہ عقل کے ذریعے میسر آ سکتی ہے، نہ علم کے واسطے سے۔ حسنِ تمام کی صحبت جس قدر عشق کو نصیب ہے کسی اور کو نہیں۔ کیوں کہ بقول اقبال اگر حسن محفل ہے تو عشق ہنگامہ محفل ہے۔۔۔ حسن زلف ہے تو عشق اُس کی پیشانی ہے۔۔۔ حسن تصویر ہے تو عشق اس کی حیرانی ہے۔۔۔ حسن جلوہ ہے تو عشق اس کا پرتو ہے۔۔۔ حسن خورشید ہے تو عشق اس کی تپش۔۔۔ حسن ماہتاب ہے تو عشق اس کا پرتو ہے۔۔۔ الغرض حسن و عشق جس جس روپ میں بھی ہوں عشق کو حسن کا وہ قرب حاصل ہے جو کسی اور شے کو میسر نہیں۔ لہذا اسی سے حضوری ممکن ہے۔

اقبال کے نزدیک جب عشق ان عناصرِ خمسہ سے ترتیب پا کر انسانی شخصیت کے باطن میں سما جاتا ہے تو وہ انسان کو اس زندگی سے بہرہ ور کر دیتا ہے جو موت سے آشنا نہیں ہوتی بلکہ وہ موت خود اس کے لئے حیاتِ جاوداں کا پیغام بن جاتی ہے اور اسے ہر لحہ نئی اور تازہ زندگی عطا کرتی رہتی ہے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جمالِ مصطفیٰ ﷺ سرچشمۂ عشق ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عشق کی یہ چنگاری جو شعلۂ جوالہ بن کر انسانی شخصیت کے ہر گوشے کو منور اور اس کے قلب و باطن کو انقلاب آشنا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، کس طرح بھڑکائی جائے؟

اقبال اس مقام پر ہماری رہنمائی کرتے ہوئے جمالِ مصطفوی ﷺ کی فریفتگی کی تلقین کرتا ہے۔ جمال مصطفوی ﷺ سرچشمۂ عشق ہے۔ اقبال کے نزدیک دامن مصطفوی ﷺ سے وابستہ ہوئے بغیر وہ آتشِ عشق نصیب نہیں ہوسکتی جو پیکرِ خاکی کو صد رشک ملائک کردے۔ اقبال جب ارض و سما کی وسعتوں پر نظر ڈالتا اور جہان رنگ و بو کی گہرائیوں میں اُتر کر دیکھتا ہے تو اسے ہر پیکرِ وجود عشق مصطفوی ﷺ سے لبریز نظر آتا ہے۔ اسی طرح جب وہ جذبِ دروں کی پنہائیوں میں غوطہ زن ہوتا ہے، تو اسے زندگی کے جملہ مظاہر آفتاب مصطفوی ﷺ کی کرنوں سے مستنیر نظر آتے ہیں۔ یہاں اقبال بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش، بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ ﷺ اُو را بہا است
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ﷺ است

اقبال کے نزدیک یہ عشق و مستی جو انسانی حقیقت کے ارتقاء کا وسیلہ ہے محض عشق مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے نصیب ہوتی ہے۔ حلاوتِ ایمانی کی سرشاریاں اور جذب و کیفیتِ روحانی کی مستیاں، سب اسی آفتاب کی کرنیں ہیں۔ اقبال کہتا ہے کہ ذاتِ مصطفوی ﷺ ایک بحر بے کنار ہے جس کی موجوں سے زمین و آسمان کی ساری کائنات معمور ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنے ایک مشاہدے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ پر بارہا توجہ فرمائی اور مختلف شانوں کے ساتھ ظہور فرمایا یہاں تک کہ پوری کائنات میں جاری و ساری ہونے کی شان سے بھی جلوہ گر ہوئے:

حتی أتخیل ان الفضاء معتلیٌ بروحه علیه الصلوٰة والسلام (فیوض الحرمین:۸۳)

”حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ ساری فضا حضور ﷺ کی

روحِ اقدس سے لبریز ہے۔"

اقبال کہتا ہے کہ اے اہلِ دل! تم سب اسی سمندر سے سیرابی حاصل کرو تاکہ تمہیں نئی زندگی نصیب ہوسکے اور تمہاری گزری ہوئی وہ روحانی کیفیات اور ایمانی حلاوتیں جنہیں ہوا و ہوس اور مادیت ونفسانیت چھین کر لے گئی ہے تمہیں واپس مل سکیں۔

اقبال کے نزدیک اُمت مسلمہ کی عزت و آبرو سب حضور ﷺ کے واسطہ و وسیلہ سے ہے۔ آپ ﷺ سے عشق ومحبت ہی حیاتِ جاوداں اور ناموسِ زندگی کی ضامن ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ است

وجودِ مصطفوی ﷺ فکرِ انسانی کی معراج ہے اور عملِ انسانی کا نقطۂ کمال بھی۔ اس لیے اقبال کے نزدیک اتباعِ مصطفوی ﷺ کا حصول اس ذاتِ ستودہ صفات کے اندر فنا ہوئے بغیر میسر نہیں آسکتا۔ اقبال مردِ مومن کو اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

وہ مردِ مومن سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ تو اپنی ہستی کو وجودِ مصطفوی ﷺ میں اس طرح فنا کردے کہ نہ تو تیرا انفرادی تشخص نسبت مصطفوی ﷺ کے بغیر باقی رہے اور نہ ہی تیرا قومی وملی امتیاز۔ تو جہاں کہیں بھی جائے مصطفوی ہونے کے ناطے پہنچانا جائے۔ کیونکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نہ صرف فرد کا انفرادی وجود بلکہ قوموں کا جداگانہ تشخص بھی نسبتِ مصطفوی ﷺ سے وابستگی کا مرہون منت ہے اور اگر وہ اس سے مستغنی و بیگانہ ہونے کی کوشش کریں گے تو پھر بقا کے بجائے فنا ان کا مقدر قرار پائے گی۔ کیونکہ بقول اقبال:

تاشعارِ مصطفیٰ ﷺ از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت

❁❁❁❁❁

انتقالِ پُر ملال

گزشتہ ماہ محترم چوہدری تصدق حسین (دیپالپور) کی ساس، محترم ملک محمد یاسین (دیپالپور) کی والدہ محترمہ، محترم سید صدا حسین شاہ (سکھیکی منڈی) کی تائی جان، محترم چوہدری اشرف گجر (سیالکوٹ) کے بڑے بھائی، محترم محمد ندیم مغل (فیصل آباد) کے والدمحترم، محترم حافظ محمد ارشد (محمود پور۔ جلال پور بھٹیاں) کی خالہ جان، محترم گلزار احمد سیال (سیال موڑ) کا بیٹا، محترم محمد افضال چیمہ (ڈسکہ) کی والدہ محترمہ، محترم میاں کاشف محمود (جنرل سیکرٹری PAT ضلع فیصل آباد) کی تائی جان، محترم صوفی نذیر احمد (کوٹلہ ارب علی خان۔ گجرات)، محترم ملک امجد محمود چاند (سیالکوٹ) کی ساس، محترم محمد افضال چیمہ (ڈسکہ) کی والدہ محترمہ، محترم ڈاکٹر شفقت سعید (گوجرہ) کا جوان سالہ بھتیجا، محترم علامہ راحت مصطفیٰ (کوٹلی ساہیاں) کے بہنوئی محترم محمد شہباز ساہی، محترم غلام عباس (منڈی فیض آباد) کے والدمحترم، محترم احمد کرامت (پی پی 62، فیصل آباد) کے تایا جان، محترم سید ثقلین شاہ (فیصل آباد) کے والدمحترم، محترم محمد عاصم کمبوہ (شیخوپورہ) کے والدمحترم غلام نبی کمبوہ، محترم حاجی محمد سہیل مرزا (صدر TMQ۔ ساہیوال) کی پھوپھو جان، محترم محمد سلیم مہر (سابقہ صدر یوتھ لیگ گوجرانوالہ) کی والدہ محترمہ، محترم امجد علی تقی (لالیاں) کی نانی جان، محترم حاجی محمد یاسین تبسم (شیخوپورہ) کے سسر، محترم محمد آصف منہاس (سیالکوٹ) کی اہلیہ محترمہ، محترم رانا صابر (گوجرانوالہ) کی والدہ محترمہ، محترم عمر فاروق (مرالی والہ) کے خالو جان، محترم عبدالقیوم جٹ (گوجرانوالہ) کے بڑے بھائی، محترم مہر محمد سلیم (گوجرانوالہ) کی والدہ محترمہ، محترم شوکت علی ہاشمی (حافظ آباد) کے بھائی محترم محمد اکرام، محترم محمد یعقوب (بہک احمد یار)، محترم قاضی رضوان (دھونکل) کے بھائی، محترم علامہ اظہر حسین (وزیرآباد) کی زوجہ محترمہ، محترم نصیر احمد مغل (کولوتارڑ) اور محترم حاجی یاسین (علی پور چٹھہ) کے والدمحترم قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کر دے

"الازہر" کے دیس میں ماہِ ربیع الاول

مصر کی ہر چھوٹی بڑی مسجد میں محفل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے

تاجکستان، آذربائیجان، قازقستان، چیچنیا کے طلبہ نے بتایا ہمارے ہاں میلاد النبی ﷺ جوش و خروش سے منایا جاتا ہے

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری

عالم اسلام کی عظیم اور ہزار سالہ تابناک ماضی رکھنے والی قدیم ترین درسگاہ الازہر یونیورسٹی اور مصر اس طرح لازم وملزوم ہیں کہ مصر کا نام لیتے ہی الازہر یونیورسٹی کا تصور پردۂ خیال پر نمودار ہوجاتا ہے جوکہ مصر کی علمی، تہذیبی اور ثقافتی پہچان ہے۔ اسی طرح الازہر یونیورسٹی کا نام لیتے ہی ذہن مصر کی طرف منتقل ہوجاتا ہے جوکہ اِس عظیم درسگاہ کا جغرافیائی وطن ہے۔ عالمِ اسلام کی یہ عظیم یونیورسٹی ایک ہزار سال سے پوری دنیا میں علم کا نور پھیلا رہی ہے، الازہر یونیورسٹی نے جہاں دنیا بھر میں علم کی روشنی پھیلائی ہے وہیں اعتدال پسندی، تحمل، رواداری اور فکری وسعت کو فروغ دینے میں بھی بے مثال کردار ادا کیا ہے، فرقہ وارانہ تعصب اور دین میں شدت پسندی کے رجحان کے حوصلہ شکنی کی ہے۔ ایک طرف دنیا بھر کے طلبہ یہاں آکر اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں تو دوسری طرف الازہر یونیورسٹی کے ذی علم اساتذہ مصری حکومت کے خرچ پر دنیا بھر میں علم کی شمعیں روشن کرتے ہیں۔

میں ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۵ء تک الازہر یونیورسٹی قاہرہ میں زیرِ تعلیم رہا ہوں۔ اس دوران میں نے مصر میں ماہ ربیع الاول شریف کے حوالے سے جو کچھ دیکھا وہ انتہائی خوش کن تھا اور قابلِ تقلید بھی۔ سرزمین مصر پر قدم لگنے سے قبل میرا گمان تھا کہ شاید عید میلاد النبی ﷺ کا تصور برصغیر پاک و ہند تک محدود ہے مگر غیر ملکی طلبہ کے لئے الازہر یونیورسٹی کے ہاسٹل" مدینۃ البعوث الاسلامیۃ" میں روسی ریاستوں: تاجکستان، آذربائیجان، قازقستان اور چیچنیا وغیرہ کے طلبہ سے ملا تو اُن سے معلوم ہوا کہ اُن کے ہاں میلاد النبی ﷺ نہایت جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ ایک طالب علم نے بتایا کہ روس کے ٹوٹنے سے قبل جب سوشلسٹ حکومت کے دور میں مذہبی آزادی نام کی کوئی چیز نہیں تھی تب بھی نقشبندی مشائخ پہاڑوں کی غاروں میں اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے ہوئے حکومتی کارندوں کی نظروں سے بچ کر ذکر کروایا کرتے تھے جبکہ ربیع الاول شریف کے مہینے میں میلاد بھی مناتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ہم کھڑے ہوکر دیر تک درود وسلام پڑھا کرتے تھے۔

راقم الحروف کو ایک مرتبہ قاہرہ میں مقیم چیچنیا کے طلبہ کی ایک محفل میلاد میں حاضری کا موقع ملا جہاں چیچن طلبہ کو جھوم جھوم کر نہایت سرشاری کے ساتھ قصیدہ بردہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مسجد سیدنا الحسین ؓ کے پہلو میں یمنی بزرگ حبیب عمر بن عبدالحفیظ مدظلہ العالی کے متعلقین کا ایک (ساحہ) تھا جسے ہم خانقاہ بھی کہہ سکتے ہیں، وہاں مقیم حبیب عمر کے چند سعودی مریدین جو الازہر یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھے اور اپنے وسیع فلیٹ پر ہر جمعرات کو "حضرہ" یعنی محفل ذکر کروایا کرتے تھے، اس مجلس میں پڑھی جانے والی مناجاتیں، شجرہ شریف اور نعتیں کیف وسرور سے سرشار کر دیا کرتی تھیں۔ خاص طور پر جب یہ حضرات دف کے ساتھ "یا نبی سلام علیک

.یا رسول سلام علیك .صلوات الله علیك '' اور دیگر اشعار پڑھتے تو رقت،سوز و گداز اور ایک عجب سرشاری کی کیفیت نصیب ہوتی تھی جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی۔ یہاں ربیع الاول شریف کے مہینے میں اور بارہ ربیع الاول کو خصوصی محفل کا انعقاد ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ حبیب عمر اور حبیب علی الجفری ربیع الاول شریف کے مہینے میں مصر تشریف لائے تو مصر کے اصحابِ ثروت کے گھروں میں میلاد شریف کے حوالے سے ان دونوں حضرات کے بہت پراثر خطابات سننے کو ملے۔ دونوں حضرات محبت رسول ﷺ پر ایسی خوبصورت گفتگو فرماتے کی ساری محفل اشکبار ہو جاتی۔ ان دونوں حضرات کی گفتگو میں محبت رسول ﷺ کی چاشنی کے ساتھ جہاں بے پناہ سوز و گداز ہوتا تھا وہیں توبہ اور اصلاحِ اعمال کی دعوت بھی کمال کی ہوتی تھی ۔حبیب عمر بن عبد الحفیظ یمن کے مقبول ترین مبلغ ہیں۔ ''تـریـم'' میں ان کے قائم کردہ ادارے ''دارالمصطفیٰ ﷺ'' کے یمن میں بہت علمی اور روحانی اثرات ہیں۔ یہ حضرات ''حضرموت'' میں میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں تو پورا یمن اس پروگرام میں اُمڈ آتا ہے۔

نائیجیریا، نائیجر، سینیغال اور سوڈان کے علاوہ دیگر افریقی ممالک کے طلبہ نے بتایا کہ سلسلہ تیجانیہ کے مشائخ بھی ان ممالک میں میلاد النبی ﷺ کا جوش وخروش سے اہتمام کرتے ہیں جہاں تلاوت، نعت اور قصیدہ بردہ کو خاص ذوق و شوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔یہی صورت حال انڈونیشیا اور ملائیشیا سے آئے ہوئے طلبہ سے معلوم ہوئی۔ وہاں یمن سے آئے ہوئے مشائخ نے اسلام پھیلایا تھا اور آج بھی انڈونیشا اور ملائیشیا میں مقیم یہ یمنی الاصل مشائخ لوگوں کو ذکر وفکر کی تلقین کرتے ہیں اور میلاد شریف کے مہینے میں بہت اہتمام سے میلاد مناتے ہیں۔

میرے علم کے مطابق مصر کے تمام بڑے شہروں میں میلاد منایا جاتا ہے۔ چھوٹی بڑی مساجد میں محفل میلاد کا انعقاد ہوتا تھا ۔قاہرہ میں رہتے ہوئے مسجد سیدہ زینب، مسجد سیدنا الحسین ، مسجد سیدہ نفسیہ اور دیگر مساجد میں منعقد ہونے والی محافل میں تو حاضری نصیب ہوئی جبکہ دیگر شہروں کی مساجد میں منعقد ہونے والی محافل مصری ٹی وی کے ذریعے دیکھیں یا وہاں پر ہونے والے خطابات قاہرہ ریڈیو کے پروگرام ''اذاعة القرآن الکریم'' کے ذریعے سنے۔ ہر مسجد میں تلاوت اور نعت کے بعد ایک جامع تقریر ہوا کرتی تھی ۔ بارہ ربیع الاول سے متصل جمعہ کے دن وزارت اوقاف کے تحت مساجد میں بھی اسی حوالے سے تقاریر ہوا کرتی تھیں،وزارت اوقاف اپنے خطباء کو جمعہ کے دن تقریر کے حوالے سے اہم نکات مہیا کیا کرتی تھی جس سے معاشرے میں ایک مؤثر دینی پیغام جاتا تھا۔

چندمرتبہ **کلیة اصول الدین، جامعة الازهر** کے استاذ ڈاکٹر ضیاء الدین نقشبندی کردی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محفل میلاد میں حاضری کا موقع ملا ، جہاں تلاوت ونعت کے بعد ''**مولد البرزنجی**'' پڑھا گیا اور جونہی رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہوا تو ڈاکٹر کردی صاحب اور تمام حاضرین کھڑے ہوگئے اور یوں کچھ دیر کھڑے رہ کر مولد شریف کو سنا گیا اور پھر جب ولادت مبارکہ کا ذکر مکمل ہوگیا تو باقی حصہ بیٹھ کر سنا گیا۔

محافل میلاد کے دوران بعض اوقات دیکھا گیا کہ کسی شخص پر خاص کیفیت طاری ہوتی تو وہ بلند آواز سے پکار کر کہتا :

''**مدد یا سیدنا النبی۔ مدد، مدد، بلاعدد۔**''

وہاں کے لوگوں میں بارگاہِ رسالت ﷺ سے ایسی نسبت پائی جاتی ہے کہ اگر دو آدمی آپس میں لڑ پڑیں تو ان کو چھڑانے والا شخص سب سے پہلے یہ کہتا ہے:

''صـل عـلـی الـنـبـی'' پھر وہ دونوں یوں درود شریف پڑھتے ہیں:''عـلـیـه الصلاة و السلام.'' پھر وہ شخص دونوں کو صلح صفائی سے معاملہ حل کرنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ مصریوں کو ایک خاص لہجے میں ''والـلّـه'' کہہ کر قسم اٹھاتے دیکھا گیا جبکہ بعض اوقات یہ لوگ ''والـنـبـی'' کہہ کر نبی کریم ﷺ کی قسم اٹھاتے ہیں۔

مصر میں قراء کے علاوہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد، مناجاۃ اور نعت پڑھتے ہیں، انہیں ''مـنـشـد'' کہا جاتا ہے جو مختلف مواقع پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خاص طور پر ربیع الاول شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے مصر میں ایک ''منشد'' یاسین تہامی بہت مشہور ہیں جو ربیع الاول میں نعت خوانی کرتے ہیں جبکہ اعراس کے موقع پر ساری ساری رات

مصری صوفیاء کا عرفانی کلام پڑھتے ہیں تو سامعین کو محبت الٰہیہ سے سرشار کر کے اپنے خاص لہجے کے سحر میں یوں جکڑ لیتے ہیں کہ سامعین کو رات گذرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔

مصر میں رہتے ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ تمام عرب ممالک میں سلسلہ شاذلیہ، سلسلہ رفاعیہ اور سلسلہ تیجانیہ سے وابستہ مشائخ اور ان کے مریدین میلاد النبی ﷺ کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ میں نے مختلف عرب ممالک سے نکلنے والے مجلّات کے وہ شمارے دیکھے جو ربیع الاول شریف میں شائع ہوئے تھے تو ان مجلّات میں میلاد شریف کے حوالے سے خوبصورت مضامین دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہوئی، بلکہ بعض عرب ممالک کی وزارت اوقاف کے تحت منعقد ہونے والی ’’الاحتفال بالمولد النبوی الشریف ‘‘ کے عنوان سے تقریبات کی رپورٹس بھی پڑھیں اور تصویری جھلکیاں بھی دیکھیں جن سے اندازہ ہوا کہ ان ممالک میں میلاد النبی ﷺ کی تقریب کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے۔ ان تقریبات میں علماء، شیوخ اور ڈاکٹرز شریک ہوتے ہیں۔

قاہرہ میں بھی ’’الاحتفال بالمولد النبوی ‘‘ کے عنوان سے ’’قاعۃ المؤتمرات‘‘ میں بارہ ربیع الاول کے دن ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوتی تھی جس میں اس وقت کے صدر حسنی مبارک میلاد النبی ﷺ اور حالات حاضرہ کے تناظر میں طویل خطاب کیا کرتے تھے جو قاھرہ کے سب سے بڑے اخبار ’’الاھــــرام‘‘ میں لفظ بلفظ شائع ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح مصری وزارت اوقاف بھی ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک خاص عنوان کے تحت عالمی کانفرنس کروایا کرتی تھی جس میں مختلف ممالک کے ڈاکٹرز اپنے تحقیقی مقالہ جات پڑھتے تھے جنہیں بعد میں ضخیم کتابی صورت میں شائع کیا جاتا تھا۔

مصر میں دیگر عرب ممالک کی طرح ربیع الاول شریف کا مہینہ شروع ہوتے ہی سڑکوں پر ٹینٹ لگا کر خصوصی دوکانیں سجائی جاتیں جو میلاد النبی ﷺ کے لیے مٹھائیاں فروخت کرتی تھیں، ۱۲ ربیع الاول شریف گزرنے کے چند دن بعد سڑکوں پر سجی یہ خصوصی دوکانیں سمیٹ لی جاتی تھیں۔ پیک کی ہوئی مٹھائیوں کی پیکنگ پر ’’حلوی المولدالنبوی الشریف ‘‘ چھپا ہوتا تھا۔ مصر کی بڑی بڑی بیکریز اور مٹھائی کی دوکانیں اس موقع پر خصوصی مٹھائیاں تیار کرتی تھیں اور لوگ یہ مٹھائیاں شوق سے احباب کو پیش کرتے تھے۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مصری جہاں ایک دوسرے کو مٹھائی پیش کرتے تھے ہیں، وہیں الازہر یونیورسٹی میں زیر تعلیم اور ہاسٹل میں مقیم ہر طالب علم کو ہاسٹل انتظامیہ قاہرہ کی بہترین بیکری کی بنی ہوئی مٹھائی کا ڈبہ پیش کیا کرتی۔ یہ مٹھائی عید الفطر کے موقع پر پیش کی جانے والی مٹھائی سے زیادہ عمدہ اور معیاری ہوتی تھی۔ طلبہ کے علاوہ ہاسٹل میں کام کرنے والے مصری ملازمین کو بھی مٹھائی پیش کی جاتی تھی۔

ہر سال مصری حکومت سرکاری طور پر میلاد النبی ﷺ مناتی ہے، اس موقع پر سرکاری چھٹی ہوتی ہے، اخبارات اور کیلنڈروں میں اس چھٹی کو ’’عید المولد النبوی‘‘ لکھا جاتا ہے، سرکاری سطح پر ایک محفل الاحتفال بالمولد النبوی الشریف کے عنوان سے منعقد ہوتی تھی جس میں اُس وقت کے مصری صدر جناب حسنی مبارک، شیخ الازہر، پروفیسر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی، وزیر اوقاف پروفیسر ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق اور مفتی اعظم مصر پروفیسر ڈاکٹر نصر واصل کا خصوصی خطاب ہوا کرتا تھا۔ اس موقع پر صدر مملکت عالم اسلام کی چیدہ چیدہ شخصیات کو ایوارڈ بھی اور خصوصی مقابلوں میں پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات دیئے جاتے تھے۔

اخبارات ورسائل میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے خصوصی مضامین شائع کیا کرتے تھے۔ ٹی وی اور ریڈیو پر خصوصی پروگرام نشر کئے جاتے تھے، اس موقع پر بھی غیر ملکی طلبہ کے ہاسٹل میں مصری ٹی وی کی ٹیم انٹرویو کرنے آتی تھی، طلبہ سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کے ممالک میں میلاد شریف کیسے منایا جاتا ہے؟

وزارتِ اوقاف کے تحت مساجد میں خطبۂ جمعہ کا موضوع بھی میلاد النبی ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ ہوتا تھا۔ عالم اسلام کے مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے سرکارِ دوعالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا تھا۔ قاہرہ کا ایک ریڈیو اسٹیشن: اذاعۃ القرآن الکریم. پورا مہینہ کسی نہ کسی مسجد سے محفل میلاد کی پوری کارروائی نشر کرتا تھا۔

مصر میں سلسلہ شاذلیہ، رفاعیہ اور تیجانیہ معروف ہیں، ان سلاسل طریقت سے تعلق رکھنے والے مشائخ عظام کی ایک تنظیم

ہے جسے ''مجلس الطرق الصوفیة'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اس تنظیم سے تعلق رکھنے والے مشائخ اور ان کے مریدین پرانے قاہرہ میں واقع ''درّاسہ'' نامی محلے میں واقع مسجد الشیخ صالح الجعفری سے مسجد سیدنا الحسین تک بینرز اٹھائے، نعتیں پڑھتے اورذکر کرتے ہوئے نہایت باوقار جلوس کی صورت میں اپنے اپنے شیخ طریقت کی اقتداء میں مسجد سیدنا حسین پہنچتے تھے۔ اس جلوس کے اختتام پر مسجد سیدنا الحسین میں اجتماع ہوتا جس میں اس وقت کے شیخ الازہر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی، وزیرِ اوقاف ڈاکٹر حمدی زقزوق اور ڈاکٹر احمد عمر ہاشم کے خطابات ہوتے۔ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم مصر کے بہت بڑے محدث، سلسلہ رفاعیہ کے شیخ طریقت، سادات گھرانے کے چشم وچراغ اور الازہر یونیورسٹی کے سابق پرو وائس چانسلر ہیں۔ ان کی تقریر بالخصوص میلاد شریف پر بہت علمی اور پرجوش ہوتی تھی۔ مسجد سیدنا حسین میں ہونے والا مذکورہ بالا پروگرام ٹی وی سے بھی نشر کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم کی پر جوش تقاریر انٹر نیٹ پر آج بھی سنی جاسکتی ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آخری مرتبہ ڈاکٹر غلام محمد قمر اور ڈاکٹر اصغر جاوید صاحب کے ہمراہ میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں ''درّاسہ'' سے ''مسجد سیدنا الحسین'' تک حاضری ہوئی تھی۔

مصر میں اس طرح جوش وخروش اور اعتدال کے ساتھ میلاد شریف منایا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فضائل واسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلو اجاگر کئے جاتے ہیں۔ غیر مستند روایات کبھی سننے میں نہیں آئیں، مردوزن کا اختلاط بھی دیکھنے میں نہیں آیا، غیر شرعی حرکات سے بھی گریز واضح نظر آتا تھا، خطباء بھی پی ایچ ڈی ڈاکٹرز ہوتے تھے، یا کم از کم ایم اے ضرور ہوا کرتے تھے۔ اللہ کرے کہ ہمارے ہاں بھی ماہِ ربیع الاول شریف کا تقدس ملحوظ رکھ کر جوش وخروش سے میلاد منانے کا سلسلہ جاری رہے اور ہم سب مل کر اس مہینے میں محبتوں کے چراغ روشن کریں نیز محبت، اعتدال پسندی اور رواداری کو فروغ دیں جو اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ❁❁❁❁❁

صبر کی ضرورت و اہمیت

صبر کی نعمت مقدر والوں کو ملتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو مجھ سے صبر اور نماز کے ذریعے مدد مانگو

عین الحق بغدادی

صبر کیا ہے؟ مصائب و آلام، مصیبتوں اور پریشانیوں پر شکوہ کو ترک کر دینا صبر ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ صبر کرنا مشکل کام ہے کیونکہ اس میں مشقت اور کڑواہٹ پائی جاتی ہے۔ صبر کی اس تلخی کو ختم کرنے کے لیے ایک اور صبر کرنا پڑتا ہے جسے مصابرہ کہتے ہیں۔ جب بندہ مصابرہ کے درجے پر پہنچتا ہے تو پھر صبر کرنے میں بھی لذت محسوس کرتا ہے۔ اس کی مثال حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صبر ہے۔ صبر ایک عظیم نعمت ہے جو مقدر والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ صبر مقاماتِ دین میں سے اہم مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ بندوں کی منازل میں سے ایک منزل اور اولوالعزم کی خصلت ہے۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے تقویٰ کے ذریعے ہوائے نفس پر اور صبر کے ذریعے شہواتِ نفس پر قابو پا لیا۔

صبر کی اہمیت و افادیت اس بات سے عیاں ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے ہاں اس کا بے حساب اجر رکھا ہے۔ آج کا انسان دین سے دوری کی وجہ سے رب تعالیٰ کی حضوری، ایمان بالغیب یعنی مرنے کے بعد کی دنیا، قیامت، یومِ حساب اور جنت و دوزخ وغیرہ کے بارے میں بے یقینی کا شکار ہونے کی وجہ سے اپنا سب کچھ اس دنیا میں پورا کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہم خالقِ کائنات کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس دنیا میں صبر سے کام لیں تو ہمارے زیادہ تر مسائل خود بخود ہی حل ہو جائیں گے۔ کیونکہ انسان معاشرے یا خاندان میں جس بھی حیثیت یا عہدے پر ہے، ضروری نہیں کہ وہاں سب کچھ ویسا ہی ہو رہا ہو جیسا وہ چاہتا ہے۔ جب کوئی کام انسان کی مرضی و منشا کے خلاف سرزد ہو تو یقیناً انسان غصے میں آتا ہے اور بعض اوقات غصے سے مغلوب ہو کر اس سے کچھ ایسی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جو اس کی شخصیت کو داغ دار بنا دیتی ہیں۔

گویا گھر کے ایک عام فرد سے لے کر معاشرے کے ایک اہم رکن تک اور کسی بھی ادارے کے ایک عام آفس بوائے سے لے کر اُس ادارے کے سربراہ تک ہر شخص کو خلافِ طبع و خلافِ معمول امور کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر کامیاب اُس شخص کو گردانا جاتا ہے جس کی پریشانیوں سے دوسرے آگاہ نہیں ہوتے اور وہ مشکلات کو بھی ہنس کر برداشت کرنا جانتا ہے اور ایسا صرف وہی کر سکتا ہے جو صبر کی دولت سے لبریز ہو۔ دوڑ کے مقابلے میں حصہ لینے والے سبھی شرکاء تجربہ کار اور دوڑ کے اہل ہوتے ہیں، ہر ایک کو دوڑتے ہوئے کم یا زیادہ مگر تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر جیتتا صرف وہی ہے جو آخر تک صبر سے کام لیتا ہے۔

دورِ جاہلیت کے مشہور شاعر اور قبیلے کے سردار امرؤ القیس سے کسی دوسرے قبیلے کے سردار نے پوچھا کہ آپ کا قبیلہ آپ کی بڑی عزت و قدر کرتا ہے جب کہ وہ سب کچھ میں بھی کرتا ہوں جو تم کرتے ہو تو پھر تم میں ایسی کون سی بات ہے جو مجھ میں نہیں؟ امرؤ القیس نے جواب دیا کہ میں مشکلات برداشت کرتا ہوں اور انہیں کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا جب کہ تم ایسا

نہیں کرتے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امرؤ القیس کا نام آج بھی تاریخ کا حصہ ہے۔

صبر صرف مشکلات پر نہیں ہوتا بلکہ امورِ اطاعت و فرمانبرداری میں بھی صبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب پر صبر کرنے سے اُس کی اطاعت پر صبر کرنا زیادہ آسان ہے۔ لہٰذا آج صبر کی اُس اہمیت اور اُس کی صداقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اس معاشرے کو خوبصورت بنانے کے ساتھ ساتھ اپنی دنیا و آخرت بھی سنوار سکیں۔

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف صالحین سے صبر کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

صبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے

اللہ رب العزت نے صبر سے مدد لینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. (البقرة، ۲/۱۵۳)

’’اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے‘‘۔

آزمائش پر صبر اللہ تعالیٰ کی بشارت کا ذریعہ ہے

دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو مختلف طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر ان مشکلات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے برداشت کر لیا جائے تو ایسے صبر والوں کو اجر کی خوشخبری اللہ خود دیتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَo

’’اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیںo جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بے شک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں‘‘o (البقرة، ۲/۱۵۵-۱۵۶)

☆ سورۂ رعد کی آیت نمبر ۱۲۲ میں رب کی رضا جوئی کے لیے صبر کرنے والوں کو آخرت میں حسین گھر کی خوشخبری دی گئی ہے۔

وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ.

’’اور ہم نے اسے دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرمائی، اور بے شک وہ آخرت میں (بھی) صالحین میں سے ہوں گے‘‘۔

☆ صبر تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ رہا ہے۔ سورۂ الانبیاء کی آیت نمبر ۸۵ میں ارشاد فرمایا:

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ.

’’اور اسماعیل اور ادریس اور ذو الکفل (علیہم السلام) کو بھی یاد فرمائیں)، یہ سب صابر لوگ تھے‘‘۔

☆ اللہ تعالیٰ نے سچے پرہیزگاروں اور شدائد و آفات میں صبر کرنے والوں پر صبر کی شرط لگائی اور صبر کے ذریعہ ہی ان کی صداقت و تقویٰ کو ثابت کیا۔ اس سے ان کے اعمال صالحہ کو کامل کیا۔ فرمایا:

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

’’اور سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدّت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں‘‘۔

صبر: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنے متعدد ارشادات میں صبر کی اہمیت وفضیلت کو واضح فرمایا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے عرض کیا:

’’یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کن کی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی، پھر درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے مقربین کی۔ آدمی کی آزمائش اس کے دینی مقام و مرتبہ (یعنی ایمانی حالت) کے مطابق ہوتی ہے، اگر وہ دین اور ایمان میں مضبوط ہو تو آزمائش سخت ہوتی ہے، اگر دین اور ایمان میں کمزور ہو تو آزمائش اس کی دینی اور ایمانی حالت کے مطابق ہلکی ہوتی ہے۔ بندے پر یہ آزمائشیں ہمیشہ

آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ (مصائب پر صبر کی وجہ سے اسے یوں پاک کر دیا جاتا ہے) وہ زمین پر اِس طرح چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی بوجھ باقی نہیں رہتا‘‘۔

۲۔ اولاد بڑی نعمت ہے ، اولاد کے ساتھ انسان میں زندگی کی رونق بحال ہو جاتی ہے اور گویا جینے کا مقصد مل جاتا ہے مگر جب کسی وجہ سے اولاد چھن جائے تو انسان حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ اس مشکل وقت میں صبر کرنے والے کے بارے میں مسند احمد اور سنن ترمذی کی یہ روایت پیش ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب کسی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے نہایت پیارے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے اس پر کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور کہا ’بے شک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنا دو اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْد (تعریف والا گھر) رکھ دو‘‘۔

۳۔ دنیا میں مشکلات پر صبر کرنے والوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جو بے حساب اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’قیامت کے روز جب مصیبت زدہ لوگوں کو (ان کے صبر کے بدلے بے حساب) اجر و ثواب دیا جائے گا تو اس وقت (دنیا میں) آرام و سکون (کی زندگی گزارنے) والے تمنا کریں گے: کاش! دنیا میں ان کی جلدیں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں (تو آج وہ بھی اِن عنایات کے حقدار ٹھہرتے)‘‘۔ (جامع ترمذی)

۴۔ صبر کی اہمیت کے پیشِ نظر حضور نبی اکرم ﷺ نے صبر کو نصف ایمان قرار دیا۔ (سنن بیہقی)

۵۔ صبر کہنے کو تو آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا مشکل کام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آج کے دور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

’’تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن میں صبر کرنا دہکتے کوئلے کو مٹھی میں پکڑنے کے مترادف ہے اور ایسے زمانے میں صبر کرنے والے کو اُس جیسا عمل کرنے والے پچاس لوگوں کا ثواب ملے گا‘‘۔ دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے پوچھا کہ پچاس اُس کے زمانے کے یا ہمارے زمانے کے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ کے زمانے کے پچاس لوگوں کا ثواب ملے گا‘‘۔

۶۔ صبر کرنے والوں کی حضور نبی اکرم ﷺ سے حوضِ کوثر پر ملاقات ہوگی۔ غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’عنقریب تم دیکھو گے کہ بہت سے معاملات میں لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، تم اس پر صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو کیونکہ میں حوض پر ہوں گا۔ انصار نے کہا ہم عنقریب صبر کریں گے‘‘۔

۷۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت والے دن جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو اکٹھا کرے گا تو پکارنے والا پکارے گا! صبر کرنے والے کہاں ہیں؟ فرمایا: کچھ لوگ اُٹھیں گے جو تعداد میں کم ہوں گے اور وہ جلدی جلدی جنت کی طرف جائیں گے۔ راستے میں انہیں فرشتے ملیں گے جو اُن سے پوچھیں گے، ہم آپ لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ جنت کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں ، آخر آپ ہیں کون؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم اہلِ صبر ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے کہ آپ نے کس بات پر صبر کیا؟ وہ جواب دیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور گناہوں سے بچنے پر صبر کیا۔ اُس وقت اُن سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائیں، بے شک صبر کرنے والوں کا یہی اجر ہے‘‘۔ (علامہ ابن القیم، عدۃ الصابرین)

۸۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت یاسر، عمار بن یاسر اور امّ عمار کے پاس سے گزرے، جب انہیں اذیت دی جا رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو یاسر و اہلِ یاسر! صبر کرو، بے شک آپ کی جزاء

اور بدلہ جنت ہے۔ (مسند احمد)

۹۔ اصل صبر کسی مشکل وقت یا مصیبت کے آغاز میں کیا جاتا ہے نہ کہ بعد میں، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

صبر وہ ہے جو مصیبت کے آغاز میں کیا جائے۔ (بخاری)

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ انصار کے پاس تشریف لائے تو پوچھا: ''کیا تم مومن ہو''؟ وہ خاموش رہے۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ۔ انہوں نے عرض کیا:

''ہم آسانی میں شکر کرتے ہیں اور ابتلاء میں صبر کرتے ہیں اور قضاء پر راضی رہتے ہیں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کعبہ کے رب کی قسم! تم مومن ہو''۔

صبر: صحابہ و ائمہ کے اقوال کی روشنی میں

۱۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

ہم نے اپنی زندگی کے بہترین اوقات حالتِ صبر میں پائے ہیں (امام احمد 'کتاب الزہد') (ابونعیم، 'حلیۃ الاولیاء')

۲۔ امام قشیری رسالہ قشیریہ میں حضرت علی ؓ کا قول نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

ایمان میں صبر کا وہی مقام ہے جو بدن میں سر کا ہوتا ہے، بغیر سر کے جسم ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر آپ ؓ نے بآوازِ بلند فرمایا کہ جس کا صبر نہیں اُس کا ایمان نہیں۔ صبر ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں بھٹکتی۔ (امام غزالی، احیاء علوم الدین)

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: صبر کے چار ستون ہیں:

۱۔شوق ۲۔شفقت ۳۔زہد ۴۔انتظار

چنانچہ جو آگ سے ڈرا وہ محرمات سے دور ہوگیا اور جو آدمی جنت کا مشتاق ہوا وہ شہوات سے سلامت رہا۔ جو آدمی دنیا میں زاہد ہوا اس پر مصائب آسان ہوگئیں اور جس نے موت کا انتظار کیا اس نے بھلائیوں کی طرف جلدی کی۔ چنانچہ انہوں نے ان مقامات کو صبر کے ارکان فرمایا، اس لیے کہ یہ صبر سے نکلتے ہیں اور ان تمام ارکان میں صبر کی ضرورت ہوتی ہے اور زہد کو ان میں سے ایک رکن قرار دیا۔

۴۔ امام سلمی طبقات الصوفیہ میں حضرت حارث المحاسبی کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر شے کا جوہر ہوتا ہے، انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے۔

۵۔ امام قشیری رسالہ قشیریہ میں اور علامہ ابن القیم مدارج السالکین میں امام علی الخواص کا صبر کے متعلق قول نقل کرتے ہیں، فرمایا:

کتاب وسنت کے احکام پر ثابت قدم رہنا صبر ہے۔

۶۔ حضرت ابوعلی الدقاق نے فرمایا:

صابرین دونوں جہانوں میں عزت کے ساتھ کامیاب ہوئے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معیّت حاصل کرلی۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
(ابن القیم، 'مدارج السالکین')

۷۔ حضرت ابو حامد بلخی نے فرمایا: جس نے صبر پر صبر کیا (یعنی صبر کر کے اسے ظاہر بھی نہ ہونے دیا کہ وہ مصائب پر صبر کر رہا ہے) وہی صابر ہے نہ کہ وہ شخص جس نے صبر کیا اور (صبر کا اظہار کر کے) شکوہ بھی کر دیا۔ (امام شعرانی، 'الطبقات الکبریٰ')

۸۔ فقیہ، صوفی اور عابد ابراہیم التیمی فرماتے ہیں:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اذیت، آفت اور مصیبت پر صبر عطا کیا گویا ایمان کے بعد اُسے سب سے بڑی نعمت عطا کی۔

صبر کی شرائط میں سے ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم کیسے صبر کریں گے، کس کے لیے صبر کریں گے اور صبر سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ صبر کے لیے ہمیں نیت کو درست کرنا اور اس میں اخلاص لانا ہوگا ورنہ ہمارے اور جانور کے صبر میں کوئی فرق نہیں ہو گا کیوں کہ اُس پر جب مصیبت آ جاتی ہے تو وہ بھی برداشت کرتا ہے مگر اسے اس بات کا پتہ نہیں ہوتا کہ اُس پر مصیبت کیوں نازل ہوئی اور اُس سے کیسے نمٹنا ہے اور اس کا کیا فائدہ ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

بچوں کے عالمی دن کی مناسبت سے خصوصی تحریر

بچوں کا استحصال ایک معاشرتی المیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ''بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار'' کے عنوان سے ایک انتہائی مفید کتاب تحریر کی، والدین اور اساتذہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں

نور اللہ صدیقی

گزشتہ ایک عشرہ کے دوران پاکستان میں معصوم بچوں کے ساتھ بداخلاقی کے بعد انہیں جان سے مار دینے کے واقعات میں حیرت انگیز حد تک اضافہ نظر آیا ہے۔ بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات کی خبریں تواتر کے ساتھ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی زینت بنتی رہتی تھیں مگر ارباب اختیار کی توجہ اس المیہ کی جانب اس وقت مرکوز ہوئی جب قصور میں معصوم بچی زینب کے ساتھ بداخلاقی اور پھر اسے سفاکانہ انداز سے قتل کر دیئے جانے کا واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ کو بھی دیگر واقعات کی طرح ''روٹین کیس'' کے طور پر لیا گیا اور لواحقین کی طرف سے تشویش کے باوجود پولیس نے روایتی بے حسی دکھائی۔ زینب کی جب لاش ملی اور اس کی نماز جنازہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پڑھائی تو گویا پوری دنیا کے میڈیا کی نظریں زینب کے ساتھ پیش آنے والی درندگی کے انصاف پر مرکوز ہو گئیں۔ قصور پولیس نے اس واقعہ کو دبانے کیلئے روایتی ہتھکنڈے اختیار کیے اور متعدد مظاہرین پولیس کی گولیوں کا نشانہ بھی بنے۔

زینب کو انصاف دلوانے میں جہاں سول سوسائٹی نے متحرک کردار ادا کیا وہاں منہاج القرآن کے سوشل میڈیا سیل نے بھی اس واقعہ کو دنیا بھر میں اجاگر کرنے کیلئے اہم کردار ادا کیا۔ منہاج سائبر ایکٹیوسٹ کی طرف سے لانچ کیا گیا ہیش ٹیگ ''جسٹس فار زینب'' ورلڈ ٹاپ ٹرینڈ بن گیا اور پھر آرمی چیف سے لیکر چیف جسٹس سپریم کورٹ تک سب زینب کو انصاف دلوانے کے لیے ایک پیج پر نظر آئے۔ ''بڑوں'' کی ذاتی دلچسپی سے بالآخر زینب کا قاتل فرانزک تجزیوں کے بعد گرفتار ہوا اور سپیڈی جسٹس کے تحت پھانسی چڑھا۔ توقع کی جارہی تھی کہ زینب کے قاتل کی پھانسی سے اور رائے عامہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے معصوم بچوں کو تحفظ ملے گا مگر ایسا نہ ہوسکا۔

یکے بعد دیگرے مزید واقعات ہوتے رہے اور حال ہی میں ضلع قصور کی تحصیل چونیاں میں بھی معصوم بچوں کے ساتھ درندگی کے واقعات پیش آئے۔ ایک بار پھر پولیس کی روایتی بے حسی آڑے آئی اور ان واقعات کی بازگشت پورے پاکستان میں سنی گئی اور ایک بار پھر ملک بھر کی فضاء سوگوار نظر آئی۔ بہرحال حکومت کی کوششوں سے چونیاں کے معصوم بچوں کا قاتل بھی پکڑا گیا اور جلد اپنے عبرتناک انجام سے دو چار ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی ملک پاکستان میں بچے غیر محفوظ کیوں ہیں؟ آخر تربیت اور حفاظت میں کون سا وہ خلا ہے جس کی وجہ سے ہمارے بچے سوسائٹی میں موجود درندہ صفت عناصر کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ آخر اس ظلم اور بربریت کا کوئی اختتام بھی ہے؟

والدین، اساتذہ، سوسائٹی اور اعزاء و اقارب کا بچوں کے حوالے سے اپنا حقیقی حق ادا نہ کرنے کے سبب ہر آئے روز معصوم بچوں کے ساتھ درندگی کے واقعات پیش آتے ہیں۔

اس ضمن میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بچوں کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق بچوں کے ساتھ پیش آنے والے تربیتی مراحل کے حوالے سے انتہائی مفید کتب تحریر کی ہیں، ان کتب کے مطالعہ سے والدین کو بچے کی پیدائش سے لے کر 16 سال کی عمر تک کے بچوں کی نفسیات کے بارے میں انتہائی آسان پیرائے میں مفید معلومات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ان کتب کا ہر والد اور والدہ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔

ان میں سے ایک کتاب ''بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار'' ہے۔ یہ کتاب 2 سال سے 10 سال کی عمر کے بچوں کی تربیت اور ان کی نفسیات سے متعلق ہے۔ اس کتاب کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ سوال و جواب کی شکل میں مرتب کی گئی ہے۔کم و بیش ہر سوال کا جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ بچوں کی حفاظت کی جتنی ذمہ داری ریاست کی ہے، اس سے زیادہ ذمہ داری والدین کی بھی ہے۔ والدین کا کام صرف بچے پیدا کرنا نہیں بلکہ اصل ذمہ داری ان کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کی ہے۔

بچوں کی حفاظت کے باب میں والدین کے بعد اساتذہ کا کردار قابلِ ذکر ہے۔ سوسائٹی، عزیز و اقارب سب کا ایک کردار ہے اور شاید اس کردار کی ادائیگی کا حق ٹھیک طرح سے ادا نہیں ہورہا جس کی وجہ سے ہمیں آئے روز معصوم بچوں کے ساتھ پیش آنے والے درندگی کے واقعات سے پالا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تحریک منہاج القرآن کو اصلاحِ احوال، تزکیہ نفس اور احیائے دین کی عالمگیر تجدیدی توفیق سے نوازا ہے۔ اصلاحِ احوال کے باب میں معصوم بچوں کی تربیت کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل نے بھی ''بچوں کا استحصال'' کے عنوان سے ایک تحقیقی کتاب تحریر کی ہے، اس کتاب کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اس موضوع پر اس سے قبل جامع کتاب مرتب نہیں ہوئی۔ اس کتاب میں والدین کی لاپروائی، ریاست کی غیر ذمہ داری اور سوسائٹی کی بے حسی پر اعداد و شمار کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اپنی اس تحقیقی کتاب میں بچوں سے متعلق قرآن مجید کی تعلیمات کے بارے میں آگاہی دی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ 78 پر اسلام میں یتیم کے حقوق کے عنوان سے ایک باب باندھا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام نے یتیم بچوں کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ انہوں نے اپنی تحقیق سے بتایا کہ قرآن حکیم میں 23 مقامات پر یتیم کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید نے یتیم کا مال کھانے اور انہیں دھتکارنے سے منع کیا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سوسائٹی کا بالا دست یا جرائم پیشہ ذہنیت رکھنے والا طبقہ بھیک مانگتے، کوڑا اٹھانے اور جبری مشقت کرنے والے بچوں کا استحصال کرتا اور انہیں اپنی کمائی کا ذریعہ بناتا ہے مگر افسوس کہ ریاست نے اس حوالے سے اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کیا۔

''بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں''۔

یتیم کے مال کا تحفظ درحقیقت اسے در در کی ٹھوکریں کھانے سے بچاتا ہے۔ سورۃ الضحیٰ میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ سے خطاب فرمایا: ''سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں''۔

اسی طرح سورۃ الماعون میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو دین کو جھٹلاتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے''

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

''مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو''۔

ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی“۔

منہاج القرآن بچوں کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں والدین، اساتذہ اور سوسائٹی کے کردار کو علمی و فکری سطح پر اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ آغوش آرفن کیئر ہوم کی صورت میں عملی طور پر بھی سرگرم عمل ہے۔

یتیم اور لاوارث بچے سب سے زیادہ سوسائٹی کے استحصالی رویوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ دین فطرت نے پیشگی اس برائی کے سدباب کی گائیڈ لائن مہیا کر دی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین نے اپنی کتاب میں استدلال کرتے ہوئے نشاندہی کی کہ ہم ان بچوں کے لیے فکر مند رہتے ہیں جو والدین کے زیر کفیل ہوتے ہیں مگر سوسائٹی کے ان بچوں کی کسی کو پروا اور فکر نہیں ہے جو بے گھر ہوتے ہیں یا بے گھر کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ بچے ہمیں بھیک مانگتے، کوڑا کرکٹ اٹھاتے، جبری مشقت کرتے نظر آتے ہیں۔ ان بچوں کا سوسائٹی کا بالادست یا جرائم پیشہ ذہنیت رکھنے والا طبقہ استحصال کرتا ہے اور انہیں اپنی کمائی کا ذریعہ بناتا ہے۔ افسوس ریاست نے اس باب میں اپنی ذمہ داریوں کو اس انداز میں پورا نہیں کیا جس کی اشد ضرورت ہے۔ یہی بچے حالات کے رحم و کرم پر پلتے اور بڑھتے ہیں اور بعض اوقات انتہا پسند گروپوں کے ہتھے بھی چڑھ جاتے ہیں۔

بچوں کے مختلف النوع استحصال کے حوالے سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی کتاب ”بچوں کا استحصال“ مکمل معلومات فراہم کرتی ہے۔ اس کا مطالعہ بچوں کے حقوق سے متعلق انتہائی مفید اعداد و شمار اور حقائق سے ہم آہنگ کرتا ہے۔

بچوں کے عالمی دن کے موقع پر حکومت کو چاہیے کہ

☆ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت، نگہداشت کے حوالے سے قرآن و سنت کی تعلیمات، ملکی قوانین اور عالمی معاہدات پر عملدرآمد کرے۔

☆ بچوں سے جبری مشقت کی ہر شکل کو ختم کیا جائے۔

☆ چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جائے۔

☆ سب سے بڑھ کر یہ کہ آئین کے آرٹیکل 25A کے تحت 5 سے 16 سال کی عمر کے ہر بچے کو ریاست مفت تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ داری کو پورا کرے۔ 10 سال گزرنے کو ہیں آئین کے اس آرٹیکل پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

☆ ماضی کی حکومتوں نے چائلڈ لیبر کے حوالے سے جتنی بھی پالیسیاں بنائیں ان پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔

☆ غیر حکومتی تنظیموں کے زیر اہتمام چلنے والے یتیم خانوں کے معاملات پر بھی حکومت کو نظر رکھنی چاہیے۔

☆ منہاج القرآن کا امتیاز یہ ہے کہ جہاں یہ علمی و فکری رہنمائی دیتا ہے وہاں فلاحی سرگرمیاں بھی اس کا طرہ امتیاز ہیں۔ اس سلسلہ میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام آغوش آرفن کیئر ہوم ایک ایسا ادارہ ہے جو یتیم بچوں کی کفالت کرتا ہے۔ آغوش آرفن کیئر ہوم نجی شعبہ میں اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والا واحد ادارہ ہے جس میں یتیم بچوں کو گھر کے باہر گھر کا ماحول مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ ادارہ کشمیر میں آنے والے زلزلہ کے نتیجے میں یتیم ہونے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تعمیر کروایا تھا۔ دعویٰ سے یہ بات کہی جا سکتی ہے یتیم اور بے سہارا بچوں کی نگہداشت، تعلیم و تربیت اور حفاظت کے ضمن میں ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں۔ حکومت اور نجی شعبہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے کام کرنے والے اداروں اور تنظیموں کے لیے دعوتِ عام ہے کہ وہ آغوش آرفن کیئر ہوم (ہمدرد چوک ٹاؤن شپ لاہور) کا وزٹ کریں اور اس ماڈل کو قریب سے دیکھیں، یقیناً ان کے عزم اور کام میں بہتری آئے گی۔

❁❁❁❁❁

پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑی نیکی ہے

خانقاہیں انسانیت کی تکریم اور خدمت کے مراکز تھے: ڈاکٹر حسین محی الدین

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ ساؤتھ افریقہ

گذشتہ ماہ ستمبر 2019ء صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تنظیمی وزٹ پر ساؤتھ افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن تشریف لے گئے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ افریقہ کی اعلیٰ قیادت نے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا کیپ ٹاؤن انٹرنیشنل ائرپورٹ پر شاندار استقبال کیا۔ اس موقع پر ناظم منہاج القرآن ساؤتھ افریقہ، رانا آصف جمیل، صوبائی صدر حافظ طاہر رفیق، صدر عوامی تحریک جاوید اقبال اعوان، ڈائریکٹر مدینہ انسٹی ٹیوٹ اور سینئر رہنما منہاج القرآن ساؤتھ افریقہ محمود خطیب، راؤ حماد، فیاض خان صدر MWF پریٹوریا سمیت دیگر قائدین بھی موجود تھے۔ اس دورہ کے دوران ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی مصروفیت کا اجمالی خاکہ نذرِ قارئین ہے:

ا۔ 15 ستمبر 2019ء بروز اتوار بعد از نماز عشاء حبیبیہ صوفی مسجد و مزار شاہ عبداللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ RYLAND CAPE TOWN میں شان اولیاء اکرام کے حوالے سے پروگرام منعقد ہوا۔ علامہ محمد طاہر قادری اور علامہ حافظ محمود خطیب کی تلاوت و نعت کے بعد ڈاکٹر حسین محی الدین قادری خانقاہی نظام پر مدلل خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ قرون اولی کے مشائخ نے خانقاہوں پر خلفاء کو نہیں بٹھایا بلکہ بزرگوں کی زیرنگرانی ہر خانقاہ میں ہر جہت سے عوام الناس کی خدمت کی جاتی تھی۔ وہاں سکول، مدرسہ و مسجد، ڈسپنسری، یتیم خانہ، عدالت اور ویلفیئر کا کام بڑے منظم طریقے سے سر انجام دیا جاتا تھا۔ اسی خانقاہی نظام کو آج دوبارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اصل نیکی یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ کے راہ میں خرچ کرو جیسے تاجر اپنی رقم، طلبہ اپنی چھٹیاں، اپنا وقت، کسان اپنا اناج یا جانور، تعلیم یافتہ لوگ اپنا علم و ہنر۔

صاحب مزار شاہ عبداللطیف قادری صوفی رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے پچھلی صدی میں ساؤتھ افریقہ میں اشاعت اسلام کیلئے عظیم خدمات سرانجام دیں۔

اس پروگرام میں کثیر تعداد میں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ جان عالم صدر MQI کیپ ٹاون سید مدثر علی قادری، نائب صدر چوہدری محمد سعید، ناظم رانا اصف جاوید اقبال، علامہ طاہر رفیق نقشبندی، محمد ابوبکر، اسد حسینی، عبداللہ شوکت علی محمد فیاض اور محمد وسیم نے خصوصی شرکت کی۔

۲۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے صاحب سجادہ عظیم بزرگ روحانی و علمی شخصیت حضرت مولانا شاہ قطب الدین حبیبی صوفی سے خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران باہمی دلچسپی کے امور زیر بحث آئے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی کی جملہ کاوشوں کو سراہا۔

۳۔ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے 15 ستمبر بروز اتوار کیپ ٹاون میں 300 سال قبل اس ملک میں انڈونیشیا سے تشریف لانے والی عظیم روحانی شخصیت حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ ان بزرگوں نے سمندر کے کنارے افریقہ میں قلم سے قرآنی نسخہ تیار کروا کر اس کی تعلیم دی۔ جیلوں سے غیر مسلم قیدی بھی آپ سے آکر دینی اور روحانی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جن میں سیکڑوں احباب نے اسلام بھی قبول کیا۔ آپ کے مزار کے ساتھ ایک ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ بھی آپ

کی کرامت ہے جو سینکڑوں سالوں سے جاری ہے۔

۴۔ 15 ستمبر 2019ء بروز اتوار بعد نماز مغرب ساؤتھ افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن کی مقامی قدیمی اور مرکزی مسجد القدس Gatesville Cape Town میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے موجودہ دور میں جدید علوم اور اسلامی اقدار کے احیاء اور اہمیت کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں ہر آنے والا بچہ پہلے بچوں سے زیادہ صلاحیت لے کر پیدا ہو رہا ہے مگر اس کے مربی اور ٹیچر جو قدیم علوم پر دسترس رکھتے ہیں، انہیں بھی جدید تعلیم سے آراستہ ہونا ہوگا تب طلبہ کو فائدہ ہوگا اور پھر ایک اچھا معاشرہ تیار ہوگا۔ اس موقع پر آپ نے اسلامک بنکنگ کے حوالے سے بھی مفصل گفتگو کی۔

اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے صدر مسجد القدس کیپ ٹاؤن بیرسٹر شیخ محمود خطیب، انتظامیہ، امام و سامعین مسجد ہذا کا شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر چن نصیب (جرمنی)، جاوید اقبال صدر عوامی تحریک پریٹوریا، رانا آصف جمیل GQ ناظم MQI ساؤتھ افریقہ، علامہ طاہر رفیق نقشبندی صدر منہاج القران نٹال ساؤتھ افریقہ، شیر افضل، اسد حسینی، عبداللہ جان، وسیم احمد، جان عالم صدر MQI کیپ ٹاؤن، چوہدری سعید، شوکت علی اور کثیر تعداد میں مسلم بزنس کمیونٹی کے ممبران اور عوام نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ ❁❁❁

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیراہتمام لائبریری سائنسز اور نالج اکانومی کے موضوع پر دو روزہ انٹرنیشنل کانفرنس

کتاب بینی کے کلچر کو فروغ دینا ہوگا: ڈاکٹر حسین محی الدین

صوبائی وزیر ہائر ایجوکیشن کمیشن راجہ یاسر ہمایوں، صوبائی وزیر اطلاعات میاں اسلم اقبال نے تقریب سے خطاب کیا

صدارت چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن ڈاکٹر فضل خالد نے کی، کانفرنس میں آسٹریلیا سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، نائیجیریا سمیت ممتاز یونیورسٹیوں کے سکالرز، ایچ او ڈیز نے شرکت کی

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیراہتمام لائبریری سائنسز اور نالج اکانومی کے موضوع پر دو روزہ انٹرنیشنل کانفرنس 19 اور 20 ستمبر 2019ء کو منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں آسٹریلیا، امریکہ، سری لنکا، نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے سکالرز نے شرکت کی اور مقالہ جات پیش کیے۔ اس سیمینار میں بین الاقوامی سکالرز کے ساتھ منہاج یونیورسٹی کی مختلف فیکلٹیز نے سوال وجواب کے سیشنز بھی ہوئے۔

☆ بین الاقوامی کانفرنس کے پہلے روز کانفرنس کی صدارت ہائر ایجوکیشن کمیشن پنجاب کے چیئرمین ڈاکٹر فضل احمد خالد نے کی۔ انہوں نے اہم اور اچھوتے موضوع پر کانفرنس کا انعقاد کرنے پر منہاج یونیورسٹی لاہور کی ایڈمنسٹریشن کو مبارکباد دی اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے پہلے روز کانفرنس میں شرکت کرنے پر صوبائی وزراء راجہ یاسر ہمایوں، میاں اسلم اقبال، ڈاکٹر فضل خالد اور آسٹریلیا، سری لنکا، نائیجیریا، ساؤتھ افریقہ سمیت ملک بھر کی نجی و سرکاری یونیورسٹیوں کے ممتاز سکالرز کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا کہ منہاج یونیورسٹی اپنے طلبہ و طالبات کو بین الاقوامی کانفرنسز کے ذریعے عالمی سطح پر مختلف شعبہ جات میں ہونے والی تحقیق اور جدید ریسرچ کے بارے میں بین الاقوامی سکالرز کو مدعو کر کے آگاہ کرتی رہتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے طلبہ کی نظر دنیا کی ممتاز یونیورسٹیوں میں ہونے والی تحقیق پر مرکوز ہو۔

☆ صوبائی وزیر ہائر ایجوکیشن کمیشن راجہ یاسر ہمایوں نے خطاب ہوئے کہا کہ دنیا میں تحقیق پر مبنی تعلیمی ڈگریوں کی قدر ہے، پاکستان ترقی کے اہداف حاصل کرنے کے لیے طلبہ کو ریسرچ

بیسڈ نالج کی طرف آنا ہوگا۔ حکومت سرکاری و نجی شعبہ میں کام کرنے والے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو بین الاقوامی تعلیمی، تحقیقی معیار تک لانے کے لیے ہر ممکن وسائل اور تکنیکی مدد فراہم کرے گی۔

☆ کانفرنس سے صوبائی وزیر اطلاعات میاں اسلم اقبال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ کو بامقصد تعلیم و تربیت فراہم کرنے والے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے مسائل کے حل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ پاکستان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انفارمیشن مینجمنٹ کے شعبے میں جدید اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ترقی، تحقیق اور ٹیکنالوجی سے وابستہ ہے۔

☆ پہلے روز کانفرنس سے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم غوری، پرووائس چانسلر ڈاکٹر شاہد سرویا نے بھی اظہار خیال کیا۔ نقابت کے فرائض ڈاکٹر سائرہ حنیف سرویا نے انجام دیئے۔ کانفرنس کی پینل ڈسکشن میں پی یو سے ڈاکٹر خالد محمود، بہاولپور سے ڈاکٹر روبینہ بھٹی، کامیسٹ سے ڈاکٹر محمد طاہر نجمی، ڈی جی نیشنل لائبریری سید غیور حسین، سرگودھا یونیورسٹی سے ڈاکٹر ہارون ادریس نے حصہ لیا۔

☆ عالمی کانفرنس کے دوسرے روز اختتامی سیشن میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر، ڈپٹی چیئرمین ایم یو ایل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ''لائبریری سائنسز نالج اکانومی''کے موضوع پر منعقدہ بین الاقوامی سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

ترقی یافتہ ممالک کے عوام انتہائی شوق سے کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ چین کی 80 فیصد، کینیڈا کی 93 فیصد، آبادی مطالعہ کی شوقین ہے۔ پاکستان کے 32 فیصد میگزین اور ڈائجسٹ پڑھتے ہیں۔ انڈیا کے عوام ہفتہ میں 10 گھنٹے، امریکہ کے عوام 6 گھنٹے، آسٹریلیا کے عوام 6 گھنٹے، انگلینڈ کے عوام 5 گھنٹے، جرمنی، جنوبی افریقہ، ترکی کے عوام ہفتہ میں 6 گھنٹے کتب بینی میں صرف کرتے ہیں۔ کتب بینی کے حوالے سے پاکستان کے عوام کی صورتحال اطمینان بخش نہیں۔ بچوں میں اوائل عمری میں مطالعہ کی عادت ڈالنے کیلئے سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ منہاج القرآن بچوں کو بک یوزر بنانے کے لیے ملک گیر مہم کا آغاز کر رہی ہے، اس مہم کی سرپرستی منہاج القرآن، منہاج یونیورسٹی، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی اور جملہ فورمز کریں گے۔ بچوں کو کتب بین بنانے کے لیے والدین، اساتذہ، سوسائٹی کے دانشور طبقہ اور حکومت کو مشترکہ کوششیں اور اقدامات بروئے کار لانا ہوں گے۔

☆ بین الاقوامی کانفرنس سے سابق چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن ڈاکٹر نظام الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں سکول لیول سے لے کر یونیورسٹی لیول تک کتب بینی کے کلچر کو فروغ دینے کی ضرورت ہے اور حکومت کو چاہئے کہ وہ کتاب پڑھنے کے فوائد کو نصاب کا حصہ بنائے۔

☆ وائس چانسلر ہوم اکنامکس یونیورسٹی لاہو پروفیسر ڈاکٹر کنول امین تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لائبریری کے کلچر کو فروغ دینے کے لئے ہمیں اپنی سوچ کو تبدیل کرنا ہوگا اور طلبہ کے لئے تحقیق پر مبنی سرگرمیوں کو متعارف کروانا ہوگا جس سے ہم تحقیق کے میدان میں آگے بڑھ سکیں گے۔

☆ اس اہم موضوع پر کانفرنس کے انعقاد پر جملہ شرکاء نے منہاج یونیورسٹی انتظامیہ کو مبارک باد دی۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے سیمینار کے کامیاب انعقاد پر وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر محمد اسلم غوری اور پرو وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر محمد شاہد سرویا کو مبارک باد دی۔

سیمینار کے اختتام پر ڈاکٹر حسین محی الدین نے سیمینار کے آرگنائزرز، بین الاقوامی ریسرچ سکالرز اور سیمینار میں مقالہ جات پیش کرنے والے محققین کو اعزازی شیلڈز اور بیسٹ پیپر ایوارڈز سے نوازا۔ اختتامی تقریب میں وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر محمد اسلم غوری، پرو وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر محمد شاہد سرویا، منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور، مرکزی سیکرٹری اطلاعات نوراللہ صدیقی اور دیگر مرکزی قائدین نے بھی شرکت کی۔

❁❁❁❁❁

آزاد کشمیر/میرپور

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے زلزلہ متاثرین کی مدد و بحالی کیلئے کاوشیں

متاثرہ غریب خاندانوں کو گھروں کی تعمیر میں مدد دے رہے ہیں

درجنوں خاندانوں کو خیمے، ادویات اور نقد مالی مدد دی گئی

سید امجد علی شاہ (ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن)

رومی ؒ کشمیر حضرت میاں محمد بخش کی دھرتی آزاد کشمیر میرپور کھڑی شریف اور ملحقہ دیہات میں 24 ستمبر 2019ء کے دن ایک بار پھر زلزلے نے تباہی پھیلا دی۔ سیکڑوں گھر زلزلے کے جھٹکوں کی تاب نہ لاتے ہوئے یا تو مکمل طور پر مسمار ہو گئے یا ان میں اس قدر دراڑیں پڑیں کہ وہ رہائش کے قابل نہیں رہے۔ زلزلے کی خبر ملتے ہی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کو متاثرہ علاقوں کا سروے کرکے متاثرین کی مدد کا حکم دیا۔ سینئر رہنماؤں پر مشتمل ایک ٹیم میری سرپرستی میں میرپور پہنچی جہاں مقامی رہنماؤں کے ہمراہ دن بھر نہ صرف نقصانات کا جائزہ لیا گیا بلکہ زلزلے کی وجہ سے جن گھروں میں اموات ہوئی تھیں وہاں بھی گئے اور غمزدہ خاندانوں سے ان کے پیاروں کی جدائی پر دلی تعزیت کا اظہار کیا گیا اور اس موقع پر متاثرہ خاندانوں کی مالی مدد بھی کی گئی۔

ابتدائی سروے کے بعد اس کی مفصل رپورٹ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو دی گئی۔ بعدازاں اس سروے رپورٹ کی روشنی میں امدادی سرگرمیاں شروع کی گئیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے زلزلے سے متاثرہ غریب خاندانوں کی مالی مدد کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ ہسپتال میرپور میں زیر علاج مریضوں کے لیے ادویات بھی دیں۔ ادویات میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور طبی عملہ کے حوالے کی گئیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن مصیبت کی ہر گھڑی میں ہمیشہ قوم کے شانہ بشانہ رہی ہے اور انسانیت کی خدمت اس کا اولین مشن ہے۔ سروے کے دوران اندازہ ہوا کہ زلزلے کے متاثرین بہت تکلیف میں ہیں۔ رابط سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے آمدورفت اور باہمی رابطے بری طرح متاثر ہوئے ہیں، متاثرہ خاندانوں کو رات بسر کرنے کے لیے ٹینٹس، اینٹی بائیوٹک ادویات اور خوراک کی اشد ضرورت ہے۔

ہم سمجھتے ہیں زلزلے سے جو تباہی آئی ہے وہ ایک بڑے امدادی آپریشن کا تقاضا کرتی ہے تاکہ مظلوم اور مصیبت میں مبتلا ہم وطنوں کو بروقت امداد مہیا ہو سکے اور ان کی بحالی ممکن ہو سکے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن ان اشیاء کی فوری فراہمی کو یقینی بنا رہی ہے جو ان متاثرہ علاقوں میں درکار ہیں۔ جتنی بڑی تباہی آئی ہے اس میں حکومت کو بھی بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ مصیبت زدہ لوگوں کی امداد اور بحالی کیلئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن ہر ممکن مدد فراہم کرے گی۔ متاثرہ علاقوں میں زیر علاج مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ڈاکٹرز اور طبی عملہ کا انتظام بھی کر رہے ہیں۔

سروے کے بعد متاثرہ اضلاع میں مکانات کی تعمیر نو کا آغاز کیا گیا۔ الحمدللہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے اپنی مدد آپ کے تحت نقد مالی مدد، ادویات، خیموں کی فراہمی کے بعد مکانات کی تعمیر بھی شروع کر رکھی ہے۔ قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایت اور چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین کی زیر نگرانی منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے میرپور آزاد کشمیر کے زلزلہ سے متاثرہ دیہاتوں سانگھ کگری، چتر پڑی اور نئی چنگی میں 100 سے زائد متاثرہ خاندانوں کو خیمے،

بستر اور نقد مالی مدد دی گئی۔ درجنوں کارکنان، والنٹیر ز، متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اس موقع پر آزاد کشمیر میرپور کی منہاج القرآن کی قیادت ظفر اقبال طاہر، شاہد محمود قادری، حافظ احسان الحق، مقصود احمد مغل طاہر اور دیگر کارکنان، عہدیدار امدادی سرگرمیوں میں شریک ہیں، ان کا ہمدردانہ کردار قابل تعریف ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے دکھ کی ہر گھڑی میں اپنا اسلامی اور انسانی فریضہ انجام دیا۔ انسانیت کی خدمت اور مظلوموں کی اشک شوئی عبادت ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے محروم اور مجبور طبقات کی ہر ممکن مدد کے لیے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی اور اس کے قیام کا بنیادی مقصد اور فلسفہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کے اندر انسانی ہمدردی کے جذبہ کو فروغ دیا جائے۔ باہمی محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کی جائے اور تمام طبقات کو ساتھ لے کر ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے ایک عملی جدوجہد کی جائے جس کے تحت ایسے منصوبہ جات کا آغاز کیا جائے جو عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے اہم کردار ادا کر سکیں۔

قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی ہدایت پر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے متاثرین زلزلہ کی عارضی بحالی کے مرحلے کے اختتام پر مستقل بحالی کے پروگراموں کا آغاز کر دیا ہے۔ سروے ٹیم زلزلے سے متاثرہ آزاد کشمیر ضلع میرپور کے دیہات سموال، ڈھوک بھلی میں بھی گئے، یہاں بھی امدادی سرگرمیاں جاری ہیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن سے جو ہو سکا اسے اپنا دینی، انسانی فریضہ سمجھ کر ادا کریں گے۔ پہلے مرحلے میں 4 نئے گھر تعمیر کئے جائیں گے، جن کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ زلزلے سے تباہ ہونے والے گھروں کی تعمیرِ نو پر لاکھوں روپے خرچ ہونگے۔

الحمدللہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کو اللہ نے توفیق دی کہ اس نے کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری آرگنائزیشن میں سے سب سے پہلے زلزلہ سے منہدم گھروں کی تعمیر اور متاثرین کی بحالی کے عملی اقدامات کا آغاز کیا۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے متاثرین زلزلہ کی بحالی کیلئے اپنی فلاحی سرگرمیوں کا آغاز زلزلہ آنے کے اگلے روز سے ہی شروع کر دیا تھا۔ پہلے مرحلے میں ریسکیو سروس اور زلزلے سے زخمی ہونیوالوں کو طبی امداد دی گئی۔ دوسرے مرحلے میں متاثرین کی مدد کیلئے ریلیف کیمپ قائم کئے گئے، ادویات، راشن اور دیگر ضروری اجناس فراہم کی گئیں۔ منہاج القرآن اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے سیکڑوں رضا کار امدادی سرگرمیوں میں شریک ہیں۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے سینکڑوں نوجوانوں نے خون کے عطیات بھی دیئے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے رضا کار گھروں کی تعمیر کا کام متاثرہ فیملیز کے ساتھ مل کر رہے ہیں۔ زلزلے سے متاثرہ عابد حسین، سردار علی، محمد سلیم اور محمد منیر کے گھروں کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں چاروں متاثرین زلزلہ اور انکے اہل خانہ بھی شریک تھے۔ اس موقع پر آزاد کشمیر میر پور کی منہاج القرآن کی قیادت ظفر اقبال طاہر، شاہد محمود قادری، حافظ احسان الحق، شاہد محمود بٹ، مقصود احمد مغل، فیصل حسین اور ارشد حسین امدادی سرگرمیوں میں شریک تھے۔

یہ بات قابل تعریف ہے کہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے سروے اور امدادی سرگرمیوں کے دوران افواج پاکستان کے جوانوں، افسروں کو جگہ جگہ متاثرین کی مدد کرتے پایا، بلاشبہ زلزلہ کی خبر آتے ہی افواج پاکستان کے دستے مدد کو پہنچے۔

☆ پوری دنیا میں قدرتی آفات سے متاثرہ افراد کی خوراک، لباس، رہائش، ادویات اور ضروری سامان زندگی کی فراہمی منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی اولین ترجیح رہی ہے۔ وطن عزیز پر جب بھی کوئی کڑا وقت آیا ہے تو منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے بلا امتیاز رنگ و نسل، مذہب ملک بھر میں اپنے نیٹ ورک کے ذریعے لوگوں کی مدد کی ہے۔ 2005ء کا زلزلہ ہو یا 2010ء کا سیلاب منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے پوری دنیا سے اپنے ڈونرز اور ملک بھر سے اپنے رضا کاران کے نیٹ ورک کے ذریعے متاثرہ علاقوں میں کروڑوں روپے کی ریلیف گڈز تقسیم کیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال سیلاب کے متاثرہ علاقوں میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے لاکھوں روپے کا امدادی سامان تقسیم کیا جاتا ہے۔

❁❁❁❁❁

خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2019ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے، پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

امسال بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے　　دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

اس سال 36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس ان شاء اللہ العزیز مینار پاکستان پر منعقد ہوگی جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خصوصی خطاب فرمائیں گے۔ دنیا بھر سے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لائیں گے۔ تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز و تنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت و کوشش کریں تاکہ ہم عشق و محبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید و احیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کو ممکن بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ 21 اکتوبر 2019ء تا 30 نومبر 2019ء تک ہوگا۔

جملہ تنظیمات اور جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

☆ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔

☆ اپنے اعزاء و اقرباء، محلّہ داروں اور دوستوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بالمشافہ، ای میل، SMS، فیس بک، WhatsApp یا کسی بھی ذریعہ سے دیں۔

☆ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس/ مشعل بردار جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

☆ 36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لیے جملہ تنظیمات/ فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلبہ، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔

☆ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔

☆ پی پی حلقہ/تحصیل کی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

☆ ہر تنظیم قائد محترم کی کتب کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات کو دیں۔

☆ تنظیمات کیبل نیٹ ورک کے ذریعے شیخ الاسلام کے میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے خطابات چلوانے کا بندوبست کریں۔

☆ یکم تا 12 ربیع الاول خواتین، بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔ اپنے گھروں میں خصوصی حلقہ ہائے درود و فکر کا انعقاد کریں۔

☆ ہر کارکن ماہ ربیع الاول کے پہلے 12 دن کم از کم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم از کم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک کا وظیفہ کریں۔

☆ تمام رفقاء 12 ربیع الاول تک حضور ﷺ کے میلاد کی نسبت سے 12 افراد کو تحریک کا رفیق بنا کر فروغِ عشق رسول ﷺ اور احیائے اسلام کی عظیم عالمگیر تحریک کا حصہ بنائیں۔

☆ پورا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کیے جائیں۔

☆ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔ نیز گھروں اور تحریکی دفاتر پر چراغاں کیا جائے جو یکم سے 12 ربیع الاول تک رہے۔

☆ میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کر دی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔

سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات اور تصانیف سے استفادہ کیجیے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ

ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے

اور اِصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
NOV-2019
Regd CPL No.41

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کردے

36 ویں سالانہ
عالمی میلاد کانفرنس

خصوصی خطاب **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری**

11 اور 12 ربیع الاوّل کی درمیانی شب **مینارِ پاکستان**

زیرِ نگرانی: **ڈاکٹر حسن محی الدین قادری**
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

Live Minhaj.tv
پر براہِ راست

میلاد کانفرنس میں معروف قراء، نعت خواں، علماء کرام اور مختلف طبقات کی نامور نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

خواتین کیلئے باپردہ انتظام

تحریکِ منہاج القرآن

042-111-140-140 www.minhaj.org
TahirulQadri TahirulQadri